بچپن کی سہیلی

رائٹر: عِنزہ شبیر مغل

ایک ہزار تعلق جن میں ایک سہیلی کافی تھی

میرے دکھ سکھ بانٹنے کو وہ ایک اکیلی کافی تھی

جولائی اور جون کی چھٹیوں میں ہم گاؤں جاتے تھے

ہلا گلا کرنے کو بس ایک حویلی کافی تھی

****

عائشو اُٹھو پلیز زززززز اٹھ جاؤ نہ یار کب سے اٹھا رہی ہوں تجھے لیکن تم ہو کہ اٹھ ہی نہیں رہی ہو۔۔۔۔ وہ جب سے آئی تھی تب سے عائشی کے پاس بیٹھی تھی اس کی بچپن کی دوست دو ماہ س کومہ میں تھی۔ وہ جب بابا کے ساتھ بزنس ٹرپ پہ دو ماہ پہلے لندن گئی تو عائشو سے مل کے گئی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کہ اُس کی دوست جس کی سترہ سال کی عمر میں شادی ہو گئی تھی وہ 8 سال بعد پھر ماں بن رہی تھی جب کہ وہ بزنس میں ابھی پی ایچ ڈی کر رہی تھی اس نے ایم ایڈ پہلے ہی مکمل کر لیا تھا۔

ہانی خالہ آپ۔۔ وہ ماضی کی سوچوں میں الجھی تھی جب اسے مائرہ نے پکارا..... ہانی خالہ امی نہیں اُٹھے گی وہ تو علی کو بھی نہیں دیکھتی۔

میرا بچہ ادھر آؤ.... میری بیٹی اب وہ اٹھے گی میں آ جو گئی ہوں اب. اس نے مائرہ کو اپنے گلے لگا کہ کہا۔

سچ خالہ آپ سچ کہہ رہی ہے امی ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کی بات سُن کے مائرہ خوشی سے بولی تھی۔

جی بیٹا ٹھیک ہو جائے گی آپ کی مما آپ جا کے یونیفارم چینج کرو میں رانی کو بولتی ہو آپ کو کھانا دے۔

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی وذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

عائشہ کی ڈلیوری میں پیچیدگیاں تھی خون کی کمی اور بی پی بھی لو ہوتا تھا ڈاکٹرز نے بھی کہا تھا کہ وہ بچے کی ماں کو نہیں بچا پائے گے لیکن وہ بچ تو گئی تھی مگر دو ماہ سے کوما میں تھی۔

ہانی اور عائشہ کی دوستی کو 22 سال ہو گئے تھے دو سال کی عمر سے ہی ان میں دوستی تھی جبکہ ہانیہ وسیم کشمیر میں اور عائشہ اعظم پاکستان میں رہتی تھی۔ رانی جا کہ بہن کو بلا لاؤ چھوٹی حویلی سے میری بچی جب سے گاؤں آئی ہے بھوکی بیٹھی ہے اب اس کے بھوکے رہنے سے تو عاشی نہیں اٹھے گی نا۔۔۔ بی جان نے رانیہ کو بیجھا تھا ہانی کو بلانے لیکن رانی کو بھی پتا تھا اس کی بہن اتنی جلدی خود کو اس شاک سے سنبھال نہیں سکے گی اسی لیئے کھانا نکال کے اُدھر ہی لے گئی تھی۔

ہانی بی جان نے بولا ہے کھانا کھالو۔۔۔ تم لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا رانی کہ میری عاشو اس حالت میں --! وہ رانی کی بات کو نظر انداز کر صدمے کی کفیت میں بولی تھی۔ پلیز ہانی ٹھیک ہو جائے گی عائشہ اپنی حالت ٹھیک کرو سنا ہے شام کو ارسل آئے گا حویلی تو تم سات سال بعد اس حال میں جاؤ گی اُس کے سامنے۔ رانی نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھ کہ کہا تھا جہاں رونے کی وجہ سے سارا کاجل منہ پہ پھیل چکا تھا۔ میں نے اس کی سامنے اپنی نمائش نہیں کروانی بی جان سے کہہ دینا کہ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے میں عاشو کے پاس ہی رہوں گی اور کھانا رکھ دو کھالوں گی۔۔۔ اُس نے رانی کو کھانے کا بول

کے بات بدل دی تھی وہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی ارسل کے بارے میں نہ وہ ماضی میں جانا چاہتی تھی واپس اسی لیئے کھانا لے کے عاشی کے پاس آ کے بیٹھ گئی

دیکھ نہ عاشو پلیز ززز اٹھ جاؤ یار تمہیں پتہ ہے میری منگنی ہو رہی ہے لیکن میں نہیں کرنا چاہتی یہ منگنی ارسل کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تو رشوان سے منگنی کیسے کرلو وہ دوبارہ اپنے دکھ اپنی عاشو کو بتانے لگی تھی جو اُس کے ہر دکھ سکھ کی ساتھی تھی لیکن اس وقت تو وہ بھی نہیں سن رہی تھی اسے وہ تو خود زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی اسے دیکھ ایک بار پھر ہانیہ کے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔

تعارف۔۔۔۔۔۔۔

ہانیہ اور عائشہ کے پر دادا سگے بھائی تھے ہانیہ کے پر دادا تاجر تھے پاکستان سے کشمیر آئے اسی جگی شادی کی اور کشمیر میں ہی آباد ہو گئے جبکہ عاشی کے پر دادا حویلی ہی رہ گئے ہانی کے دادا ابو اور اُن کے دو بھائی اور تھے جو اس عارضی دنیا کو چھوڑ گئے لیکن اُن کی اولاد کا حویلی میں اب بھی حصہ باقی تھا اور گاؤں میں زمینیں بھی۔ کشمیر والوں میں اور ڈیرہ غازی خان والوں میں

رشتہ داریاں بھی چلتی رہی تھی ہمیشہ سے جس وجہ سے یہ تعلق بر قرار رہا اور اب تو ہانی کی بہن رانی بھی اس حویلی کی بہو تھی یہ تھا اس شاہ خاندان کا تعارف اور اسی وجہ سے ہانی بچپن سے حویلی آتی رہی تھی

ہانی نے عاشی کے پاس ہی بیٹھ کے کھانا کھایا پھر شایان بھائی (عاشی کے شوہر) سے علی کو منگوالیا دو ماہ کے علی کو دیکھ کے وہ پھر رو دی تھی جس کی وجہ سے اس کی عاشو اس حال میں تھی کتنی خوش تھی وہ بیٹے کی لیئے اور اب اسے دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

علی کو مجھے دے دو ہانی اور خود جاؤ حویلی واپس آرام کر لو جا کے ندا نے علی کو اس سے لے کے کہا کالی اور سرخ اینٹوں سے بنی یی دونوں حویلیاں ایک ہی گیٹ کے اندر تھی ایک عاشی کے دادا کی اور دوسری اُن کے چھوٹے بھائی کی۔

آجاؤ میرا بچہ جب سے آئی ہو ایک بار بھی اپنی نانی کو نہیں ملی ہو ابھی بھی نہ آتی جو میں ندا کو نہ بھیجتی۔بی جان نے اسے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔بی جان اتنا سب کچھ ہو گیا اور مجھے کسی نے بتایا بھی نہیں پہلے ارسل کی شادی اور اور اب میری عاشو۔۔۔وہ ایک بار پھر رونا شروع ہو گئی تھی اور باقی سب کو بھی رولا دیا۔گھر کے بڑے سب ادھر ہی ہوتے تھے اور

جس چھوٹی حویلی میں ان دونوں کے قہقہے گوجتے تھے وہ آج کیسے سنسان پڑی ہے۔ بڑی ممانی کی اس بات سے ہانیہ جو اب ان سب سے تھوڑا دور بیٹھی تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ماضی میں کھو سی گئی تھی

****

عاشو عاشو میر الالی پوپ واپس کرو گندی بچی۔ نہیں دو گی نہیں دو گی۔ عاشی نے چھین لیا تھا ہانی کا لالی پوپ اور اب واپس نہیں کر رہی تھی چو ٹھی حویلی میں آج جر گہ بھی تھا لیکن پھر بھی ان پانچ سال کی بچیوں کو کوئی شور کرنے سے روک نی پا رہا تھا۔۔۔ دیکھ عاشی بھو کی میری چیز واپس کر دو ورنہ میں اگلے سال چھٹیوں میں یہاں نہیں آؤں گی۔ہانی کی یہ دھمکی کار آمد ثابت ہوئی تھی عائشہ نے اس کی چیزیں واپس دے دی۔۔۔ یہ لے بھو کی اور اگر تُو نہ آئی نہ ہانی میں مر جاؤں گی۔اُف عاشو ایسا نہ بولا کر اب میں اتنی بھی پتھر دل نہیں ہوں جتنی تجھے یا اس بد تمیز بچے کو لگتی ہوں۔۔ہائے ے ے ہانی تُو نے ارسل کو بد تمیز بچہ بولا بی جان نے سن لیا تو ڈانٹ پڑے گی۔اس کی بات سن کے عائشہ چینخ کے بولی تھی۔

اچھا اب تم کیا سب کو بتاؤ گی چلو واپس جائے ہال میں۔۔۔ہانی نے کہا تو عاشی بھی اس کے ساتھ واپس ہال میں آ گئی جہاں آ کے عائشی کو پتہ چلا تھا کہ اب ہانی لندن چلی جائے گی اور ادھر ہی پڑھے گی کیوں کے اس کے بابا نے وہاں اپنا کوئی بزنس شروع کیا ہے۔

عائشو میں تمہیں روز فون کروں گی ہانی نے منہ بنا کے کہا تو اس کی بات پہ سب ہنس پڑے کے اِن بچیوں نے ایک دوسرے کے نام بھی بھول جانے ہیں لیکن ان کا تو روح کا رشتہ تھا جو کبھی بھی اِن فاصلوں نے ختم نہ کر سکا۔ٹھیک ہے ہانی اب جب تم آؤ گی پھر ہی میں بھی چھوٹی حویلی جاؤں گی تیرے بغیر تو کبھی جا کے جھولے پہ نہ بیٹھوں۔وہ باتیں کرتے ہوئے پھر ہال سے باہر بھاگ گئی تھی اور اگلے دن ہانی مظفر آباد اپنے گھر واپس آ گئی تھی۔وہ سب رشتہ داروں سے مل آئے تھے لندن آنے سے پہلے۔

ہانی کے بابا نے لندن میں اپنا فیشن ڈیزائنگ کا بزنس شروع کیا تھا

****

وقت کا کام ہے گزرنا تو وہ گزر تا ہی گیا ہانی 8 th کلاس میں تھی جب وہ لوگ اور سیماب کی فیملی دوبارہ کشمیر آگئی تھی آٹھ سال بعد وہ لوگ واپس آئے تھے اور اس عرصے میں بھی ہانی عائشی سے ہفتے میں ایک بار بات ضرور کرتی تھی

اُن لوگوں کو آئے دو ہفتے ہوئے تھے اور آج مظفر آباد کی سب فمیلز ہی ڈی جی خان جاری تھی

مما بات سنے میری آپ سب جاؤ میں کل آؤں گی چاچو کے ساتھ۔

ٹھیک ہے رانی ندیم کے ساتھ ہی آجانا ہانی سے پوچھو وہ جائی گی ہمارے ساتھ۔ عظمٰی بیگم نے مصروف سے انداز میں رانی کی بات کا جواب دیا وہ ساتھ ساتھ پیکینگ کر رہی تھی ہانی کی چیزوں کی وہ اب تیرہ سال کی ہو گئی تھی لیکن اپنا کوئی بھی کام اب بھی خود نہیں کرتی تھی عظمٰی بیگم یا رانی کو ہی کرنا پڑتا۔ جی مما وہ تو ضرور ہی جائے گی کل ہی اُس نے دوبار عائشی کو کال کر کے بتایا اپنے آنے کا اور اب بھی اُس کے لیئے لائے ہوئے کھلونے پیک کر رہی ہیں۔۔۔ مما اب عائشی کوئی بچی تو ہے نہیں پتا نہیں یہ ہانے کب بڑی ہو گئی مما۔ رانیہ نے اُس کی بچگانہ حرکتوں سے چِڑ کے کہا تھا۔ بچی ہے وہ رانی سمجھ جائے گی وقت کے ساتھ۔ پتا نہیں وہ وقت کب آنا ہے مما۔ عظمٰی بیگم کی بات پہ رانی نے چِڑ کے کہا اور وہاں سے چلی گئ

*****

رقیہ خالہ مجھے کھانا لا دو۔ چھوٹی بی بی اندر آ جاؤ وہ لوگ جب آئے میں آپ کو باہر لے آؤں گی۔ عائشہ صبح سے حویلی کے باہر بیٹھی ہانی لوگوں کا انتظار کر رہی تھی اور کوئی چوتھی دفعہ کام والی کو کھانا لانے کا بول چکی تھی

تقریباً شام کو سات بجے سب لوگ حویلی پہنچ گئے تھے۔ ہانی نے بیلک جنیز پہ ریڈ ٹی شرٹ پہنی تھی اور ساتھ بلیک سکارف لیا تھا سکارف وہ ہمیشہ لیتی تھی لباس جو بھی پہنتی وہ فُل سلیوز ہوتا اور ساتھ سکارف۔ اسلام و علیکم ہانی کیسی ہو جان بلکل ایسی ہو جیسی تصویروں میں تھی عائشی اس کو گلی لگاتے ہوئے بولی تھی۔ واعلیکم سلام میں بلکل فٹ ہو میری جان تم کیسی ہو اور کتنی بڑی ہو گئی ہو تم عاشو۔ ہانی نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اوہ ہانی تم کون سی بچی ہو محترمہ خود کو تو دیکھو کیا قد نکلا ہے عائشی نے ہنستے ہوئے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

ہم بھی ادھر ہی ہیں سب اور آپ کے کچھ لگتے ہے ہانی آپ کو تو کوئی اور نظر ہی نہیں آ رہا اپنی عاشو کے علاوہ۔۔۔ اوہ ہو سوری میں نے دیکھا نہیں تھا آپ کو اور آپ کیسے ہے رشوان بھائی۔۔ رشوان کی بات پہ ہانی نے پلٹ کے اسے جواب دیا تو عائشی بھی اس سے ملی اور پوچھا بھائی آپ کب آئے۔ رشوان لاہور ہاسٹل میں ہی رہتا تھا وہ ہانی سے 4 سال بڑا تھا اور اسی سال فرسٹ ائیر میں گیا تھا اور ابھی وہ بھی شادی پہ ہی گھر آیا تھا۔

آجاؤ آپ دونوں بھی اندر باقی سب سے مل لو رشوان نے ان کو بولا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی اندر جا کے بی جان اور باقی سب سے ملنے لگی

آج مینہ خالہ کی مہندی کی رسم تھی اور سب لوگ اندر ہال میں جمع تھے جبکہ ہانی اور عائشی رات کو اس وقت بھی چھوٹی حویلی کے پچھلے صحن میں جھولے پہ بیٹھی تھی جب عائشی نے اس سے کہا کہ۔۔۔۔۔ہانی مجھے لگا تم مجھ بھول جاؤ گی اور ارسل بھی یہی کہتا تھا۔ لیکن پھر تم فون کرتی تھی تو مجھے خوشی ملتی تھی کہ تم مجھے نہیں بھولی۔ میں بہت روئی تھی تیرے جانے کے بعد۔ افففففف عائشو تم کوئی بھولنے کی چیز ہو کیا مجھے یاد ہے تم نے رشوان بھائی کے تکیے میں کانٹے رکھ دیئے تھے افففف بہت شرارتی تھی تم اب بھ کرتی ہو ایسے کام۔ ہانی نے اسے کی شرارت یاد کراوئی اور پھر چونک کے پوچھا عائشو یہ ارسل کون ہے ؟؟ اس کی بات سن کے صدمہ ہی لگا تھا عائشی کو پہلے غور سے اس کی شکل دیکھتی رہی اور پھر کہا ہانی تُو بھول گئی ارسل کو اور اسنے تجھے ہمیشہ یاد رکھا۔ بدتیمز بولتی ہوتی تھی تو اُس کو اور اپنی ساری تمیز گوروں کو دے آئی ہو۔ وہ ہانی کو ایک دھپ لگا کے بھاگ گئی اب چھوٹی حویلی میں وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہی تھی اور اتنا شور شرابہ صرف دو لڑکیوں نے کرر کھا تھا۔ اخر کار ہانی نے عائشہ کو پکڑ لیا اور اس پہ مکوں کی برسات کر دی اور چھت پہ کھڑا ارسل یہ تماشہ

بہت اطمینان سے دیکھتا رہا۔ اب وہ چھت سے اتر کے واپس بڑی حویلی جا رہا تھا اپنی اور ہانی کی نانی بی جان سے ایک ضروری بات کرنے

تم ادھر ہی رکو عائشو میں بڑی حویلی جا کے اپنے سامان میں سے کچھ چاکلیٹس لے کے آتی ہو۔ عائشہ کو کہہ کے ہانی بھی ارسل کی پیچھے ہی اندر گئی تھی اس کا سامان بی جان کے روم میں تھا۔ وہ جب بھی گاؤں آتی تو بی جان کے روم میں ہی رہتی تھی۔ بڑی حویلی اور چھوٹی حویلی والوں کا صحن ایک ہی تھا۔ ایک ہی گیٹ کے اندر دونوں حویلیاں تھی گیٹ کی دیوار سرخ اور کالی اینٹوں کی تھی اور دونوں حویلیوں کو اب اینٹوں کی جگہ سرخ اور کالی ٹائلوں سے تیار کیا گیا تھا وقت کے ساتھ ساتھ حویلیوں میں بھی کافی تبدیلیاں کی گئی تھی۔

بی جان شکر ہے کہ آپ روم میں اکیلی ہے مجھے آپ سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔ ہاں بچے میں عِشاء کی نماز پڑھنے آئی تھی اب جا رہی ہوں واپس ہال میں تم کہوں کیا بات کرنی تھی۔ ارسل کی بات سن کے بی جان نے جواب دیا اور ساتھ اسے اپنے پاس بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ وہ۔۔۔ب۔۔۔بی۔۔۔جان می۔۔میں نے کچھ کہنا تھا ارسل نے اٹک اٹک کے بولنا شروع کیا تو اب بی جان بھی پریشان ہو گئی تھی کہ پتہ نہیں کیا بات ہو گئی تھی۔انہوں نے ارسل کو تسلی دی اور بغیر ڈرے بات کرنے کو کہا۔

وہ بی جان میں۔۔۔۔۔میں نہ ہانی کو اپنی دلہن بناؤ گا۔کیا یہ کیا کہا بچے! ارسل کی بات سن کے بی جان کو لگا کہ ان سے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔بی جان میں ہانی سے شادی کروں گا اور وہ میری دلہن بنے گی آپ بناؤ گی نہ ہانی کو میری دلہن۔ ارسل نے بی جان سے وعدہ لینے کے لیے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ارسل ابھی نہیں بچے ابھی آپ بھی چھوٹے ہو اور ہانی تو آپ سے بھی آٹھ دن چھوٹی ہے۔ آپ دونوں کی شادی دس سال بعد کرواؤ گی میں اگر زندہ رہی تو لیکن ابھی آپ مجھ سے وعدہ کرو آپ یہ بات باہر جا کے کسی سے نہیں کروگے اور آج کے بعد میں آپ کے منہ سے ایسی کوئی بات نہ سنو۔بی جان کو ڈر تھا کہ ارسل ہال میں جا کے ایسی کوئی بات نہ کر دے ان کی سب سے چھوٹی بیٹی امینہ کی مہندی تھی آج۔ سارا گھر مہمانوں سے بھرا تھا اگر کوئی سن لیتا تو یہی سمجھتا کہ بڑے بچوں کے سامنے ایسی باتیں کرتے ہیں تبھی ہی اس بچے نے یہ بات کی۔ ارسل کے بی جان کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی ہانی دروازے کے پاس سے ہی واپس چلی گئی تھی وہ ارسل کے پیچھے ہی اندر آئی تھی لیکن ارسل نے اسے اپنے پیچھے آتا دیکھا نہیں تھا اور وہ بی جان کے کمرے میں موجود ارسل کے منہ سے اپنا نام سن کے رک گئی تھی۔ اسے لگا تھا کہ ارسل بی جان سے اس کی کوئی شکائت لگائے گا۔ مگر جو اس نے سنا تھا وہ اس کے

ہوش اڑانے اور معصوم آنکھوں میں سپنے سجانے کے لیئے کافی تھا۔ ہم لڑکیاں چھوٹی عمر میں ہی بڑے سپنے دیکھنا شروع کر دیتی ہے جبکہ ہم ان کی حقیقت اور نام سے بھی ناواقف ہوتی ہے اور پھر شعور کی پہلی سڑھی پہ قدم بھی نہیں رکھ پاتی اور ٹوٹ کے بکھر جاتی ہین۔ عائشو سیماب کدھر ہے۔ ہانی نے عائشہ سے پوچھا تو وہ حیران ہوئی کہ یہ تو چاکلیٹ لینے گئی تھی پھر اب۔۔۔۔ چاکلیٹ کہاہے ہانی اور سیماب کو کیوں ڈھونڈری ہو۔ وہ میں تم لوگوں کو ایک بات بتاؤں گی۔ رشوان بھائی۔۔ ہانی نے عائشہ ک جواب دیا اور ساتھ وہاں سے گزرتے رشوان کو بھی آواز دی۔ وہ رشوان بھائی اندر سے سیماب کو یہاں بھیج دیں۔

ہال میں جا کے رشوان نے اسے باہر بیجھا اور خود بھی اسی طرف آگیا۔ اب وہ تینوں چھوٹی حویلی کے لان کے گھاس پہ بیٹھی تھی۔ ہانی اب بتاؤ بھی کیا بتانا ہے۔ سیماب نے کوئی چوتھی بار پوچھا تھا اب اس سے۔ جو اسے یہاں بلا کہ اب کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔

پتا ہے میں ارسل کی دلہن بنوں گی۔ بی جان نے بھی ارسل سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے اس کی دلہن بنائے گی۔۔۔۔ ہیں کیا کس نے کہاں تجھ سے ان دونوں کو لگا تھا کوئی بم بلاسٹ ہویا ہے اور رشوان کو لگا تھا جیسے پورا آسمان اس کے اوپر گر گیا ہو

اس نے دیر کر دی بی جان سے بات کرنے میں۔ رشوان کی کزنز میں سے صرف ہانی ہی حجاب لیتی تھی اور اسے ہانی بہت پسند تھی وہ اس کے لیئے الگ ہی جزبات رکھتا تھا

اُس دن کے بعد سے جب بھی ہانی گرمیوں کی چھوٹیوں میں حویلی آتی وہ عائشی اور ارسل ایک ساتھ کھیلتے شرارتے کرتے۔ اور اس دوران ارسل اس سے اظہار محبت بھی کرتا رہتا اور اسے پتا بھی نہیں چلا تھا اسے کب ارسل سے محبت ہو گئی تھی۔ عائشی اسے ہمیشہ ارسل سے دور ہی رکھنے کی کوشش کرتی۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے دل کو روک نہ پائی تھی اس معصوم کو تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ ارسل کی یہاں پہ اور کتنی گرل فرینڈز اور ہو گئی ہے اور وہ اسے بھی ٹائم دے لیتا ہے۔ ارسل کو لگتا تھا کہ ہانی مجھ سے بات کرتی ہے تو اور لڑکوں سے بھی کرتی ہو گی اسے ہانی کے کو ایجوکشن میں بھی پڑھنے پہ اعتراض تھا۔ اسی وجہ سے وہ اس پہ شک کرتا تھا۔ ہانی سیکنڈ ائیر میں تھی جب اسے پتہ چلا تھا کہ ارسل کسی اور لڑکی کو پسند کرتا ہے اور اس کی کزن سیماب سے بھی بات کرتا ہے۔ سپنے دیکھنے کی عمر میں اس کے سپنے ٹوٹ گئے تھے ایک بچپن کی دوست سے دھوکہ ملا تھا تو دوسری اسے سنبھالنے مظفر آباد آگئی تھی

*****

عائشی آئی تو ہانی اس سے مل کے بہت روئی تھی اسے تو بہت بری طرح توڑا گیا تھا اس کے کردار پہ الزام لگا کے۔

ہانی یہ تم نے اپنی کیا حالت بنائی ہے۔ چھوڑو دفعہ کرو وہ تمہارے قابل تھا ہی نہیں تم نے تو فیشن ڈیزائنر بننا ہے۔ تم ہی سنبھالوں گی پھوپھا کی کمپنی کو۔ حامد بھائی نے تو اپنا ہاسپٹل بنا لیا ہے اور حاشر بھائی یونی میں ٹیچنگ کرتے ہے۔ رانیہ نے ایل ایل بی کر لیا اور ہانی تم! کیا تم ارسل کی وجہ سے اپنے بابا کے اپنے سے وابستہ سپنے توڑ دو گی۔ ایسے ہی کرتی ہیں ہم لڑکیاں ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ اس عمر میں جو ہم سے پیار محبت کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں ان کا تو اپنا بھی کوئی مستقبل نہیں ہوتا اور ہم بیوقوف لڑکیاں اپنے فیوچر کو ارسل جیسے لوگوں سے جوڑ لیتی ہے۔ کتنا سمجھایا تھا میں نے تمہیں کہ کم باتیں کی کرو اُس سے لیکن تم میری سنتی کہاں ہو۔ عائشہ نے ہانی کو سمجھایا تھا کہ وہ ارسل کے لیے اپنا فیوچر تباہ نہ کرے اس کا روگ لے کے نہ بیٹھے۔ پتہ ہے عائشو ارسل نے سیماب سے کہا ہے کہ میرے سامنے ہانی کا نام بھی نہ لینا مجھے اس کے نام سے بھی نفرت ہو گئی ہے۔ ایسا کیا ہو گیا مجھ سے عائشو۔ ہانی نے روتے ہوئے کہا وہ عائشہ کے کندھے پہ سر رکھ کے روئے جا رہی تھی اور روتی بھی کیوں نہ کچی عمر میں دیکھے گئے پکے سپنے جو ٹوٹ گئے تھے۔

عائشو کل میرا 2nd year کا رزلٹ آیا ہے۔ میری بورڈ میں سیکنڈ پوزیشن آئی ہے۔ کل بابا پارٹی دے رہے ہے میری کامیابی ک خوشی میں اور پرسوں میں لندن چلی جاؤں گی۔ لیکن یار میں وعدہ کرتی ہوں اب کبھی کسی پہ یقین نہیں کروں گی

اور اگر تم نہ ہوتی تو میرا دوستی پر سے بھی یقین اٹھ جاتا۔ اچھا ہانی پہلے کچھ کھالو پھر تم آؤ باہر دو دن سے روم سے باہر بھی نہیں نکلی تم۔

آج ہانی کے بابا نے اس کی کامیابی کی خوشی میں پارٹی دی تھی۔ جس میں خاندان کے علاوہ ان کے کچھ بزنس پارٹنرز کی فیمیلیز بھی شامل تھی۔ پارٹی گھر پہ ہی رکھی گئی تھی۔ پورے گھر کو گلاب اور موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا اور اتنا شاندار انتظام کیوں نہ کیا جاتا آخر وہ اپنے بابا کی لاڈلی بیٹی تھی۔ لیکن ماں باپ پیسے سے اولاد کا نصیب نہیں خرید سکتے یہ بات تو انہیں پتا ہی نہیں تھی۔ بچوں کے علاوہ صرف بی جان اور عظمیٰ بیگم کو ہی پتا تھا کہ ارسل نے ہانی کو کیا کچھ کہا ہے۔ آج بھی ہانی اور عائشی نے ایک جیسا ڈریس پہنا تھا۔ بلیک لانگ فراک جس پہ گولڈن کام تھا۔ دونوں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

لڑکیوں شیشے کے آگے سے ہٹو بھی اب آجاؤ نیچے مہمان آگئے ہیں اور ہانی نجمہ خالہ بھی آئی ہے تو ان کو بھی ملنا اچھے سے۔ رانی ان کو بلانے روم میں آئی تھی اور ساتھ یہ بھی بتایا تھا کہ ارسل کی مما بھی آئی ہے۔ اچھا آپ جاؤ رانی میں اور عائشو بس پانچ منٹ میں آتے ہیں۔ ہانی کے کہنے پہ رانی واپس چلی گئی تھی۔

عائشو مجھے اپنا موبائل دو۔

کیوں ہانی کیا کرو گی۔ہانی کے موبائل مانگنے پہ عائشہ نے حیران ہو کے پوچھا تھا۔بس ایک آخری کوشش کروں گی ارسل سے بات کرنے کی وہ میرے نمبر سے کال نہیں پِک کر رہا۔اس نے منت بھرے لہجے میں اس سے کہا تھا۔اس سے روز بات کرنے والا اب اس کی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیا ہو گیا تھا دونوں کے بیچ۔یہ لو ہانی رنگ ہو رہی ہے کال اٹھائے تو بات کر لینا۔ہانی کی حالت کو سمجھتے ہوئے عاشی نے اسے موبائل دے دیا تھا۔ہیلو عائشو!ارسل پلیز کال نہ بند کرنا۔ارسل کے ہیلو کرنے پہ ہانی ایک دم سے بولی تھی۔اووووں تم ہانی مبارک ہو اے پلس گریڈ۔ارسل ایسا کیا ہو گیا ہے تم میری کال کیوں نہیں پِک کر رہے۔ارسل نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا جسے ہانی نے نظر انداز کر کے پوچھا تھا۔سوری ہانیہ وسیم مجھے تم سے محبت نہیں اٹریکشن تھی میں جانتا ہو میری بات۔سے تمہارا دل دُکھا ہو گا لیکن غلطی تمہاری اپنی بھی ہے۔میں نے اٹریکشن اور پسند کی وجہ سے اگر بی جان سے کچھ کہہ بھی دیا تھا تو تم سوچ سمجھ کے سپنے سجاتی اور میں نے نہیں کہا تھا میرے سپنے دیکھو۔اور ہاں میں اپنی کلاس فیلو عاتکہ سے عشق کرتا ہوں۔اس نے مجھے بتایا محبت کرنا کسے کہتے ہے۔ارسل کو اندازا بھی نہیں تھا کہ اس کے الفاظ سننے والی پہ کیسے اثر انداز ہوتے ہیں۔تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ زندگی بھر مجھ سے محبت کرو گے تو وہ کیا تھا ارسل۔ارسل کی بات سن کے وہ چیخ کے بولی تھی اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا اس سے محبت کے دعوے کرنے والا کسی اور سے عشق کرنے کا کہہ رہا ہے۔ہانیہ میڈم معاف کر دو مجھے۔میں تم جیسی لڑکی کے ساتھ اپنی

زندگی نہیں گزار سکتا جسے سوائے کھیلنے کودنے کے اور کچھ آتا نہیں ہے۔ دوست سمجھتا تھا تجھے اور تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔ دوبارہ مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔ ارسل کی بات نے اسے ہوش میں واپس لایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتی وہ کال ہی بند کر چکا تھا۔ وہ دونوں بیڈ پہ بیٹھی سپیکر آن کر ارسل کی بات سن رہی تھی جب کہ دروازے کے پاس کھڑے رشوان اور عظمیٰ بیگم نے بھی ارسل کی باتیں سن لی تھی۔

ہانی میں آپ کو بلانے آئی تھی بیٹا بابا بلا رہے آپ کو۔ عظمیٰ بیگم نے آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگایا تھا اور وہ بھی ان سے مل کے خوب روئی تھی۔ اس بات سے بے خبر کہ اس کے آنسو رشوان کو اپنے دل پہ گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ آپ جائے مما میں آتی ہو تھوڑی دیر تک نیچے وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے بولی تھی۔

کتنی بار میں نے تجھ سے کہا تھا ہانی کہ دور رہا کرو ارسل سے۔ لیکن تم میری سنتی کہا تھی۔ یہی تو غلط رواج بن گیا ہے ہمارے معاشرے میں لڑکے لڑکیوں کی دوستی کا۔ ایسے ہی ٹائم پاس کر رہے ہوتے ہیں لڑکے اور تم جیسی بیوقوف لڑکیاں پتہ نہیں کیا کیا سپنے دیکھ لیتی ہیں۔ جو محبت کرتے ہے نہ وہ فون پہ ٹائم پاس نہیں کرتے نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں اور جو تقدیر میں لکھا ہو وہ سہی وقت آنے پہ مل جاتا ہے اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں اٹھو جائے ہال میں اور تم بتانا اس ارسل کو کہ تم کھیلنے کودنے کے علاوہ اور کیا کیا کر سکتی ہو۔ عائشی نے ہانی کو ایک بار پھر سمجھایا اور نیچے پارٹی میں لے آئی تھی۔

پارٹی بہت اچھی رہی تھی سب نے اسے مبارک باد دی تھی میر پور بورڈ میں سیکنڈ پوزیشن لینے کی اور گفٹس بھی دیئے تھے۔ وہ بھی اپنے بابا کی خوشی کے لیئے خود کو خوش ظاہر کرتی رہی تھی سب کے سامنے۔اس کے بابا کو تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ ان کی لاڈلی کو کس بری طرح سے ٹھکرایا گیا ہے۔

***

آج ہانی کی لندن کی فلائٹ تھی۔ اس کے بابا اس کے ساتھ جارہے تھے اس نے فیشن ڈیزائنگ کے لیے کیمرج یونی ورسٹی میں ہی اس کا ایڈمیشن لے لیا تھا۔ اس کی فرینڈز نے بھی اس کے ساتھ ہی ایڈمیشن لیا تھا۔عاشہ کے علاوہ اس کی چار ہی کالج فرینڈز تھی۔ زمرے چونکہ میڈل کلاس گھرانے سے تھی اس لیئے ہانی نے اپنی سکالرشپ اس کو دے دی تھی اور خود سیلف پہ ایڈمیشن لے لیا تھا۔عائشہ اسے چھوڑنے ائیر پورٹ آئی تھی۔

ہانی ایک سال کے بعد میری شادی ہو جائے گی تم میری شادی میں ضرور آنا اور جاؤ اب اپنا خیال رکھنا۔عاشی اسے مل کے گھر واپس آگئی تھی اور وہ اپنا ٹوٹا دل اور ٹوٹے سپنے لے کہ اس دیس سے ہی چلی گئی تھی۔ لیکن یادیں وہ اپنے ساتھ لے گئی تھی یہاں کی

****

ہانی کا ایڈمیشن ہو گیا تھا یونی میں آج ان کا یہاں پہلہ دن تھا وہ سب اب کلاس کے باہر کھڑی اپنی دوست مارکی کا ویٹ کر رہی تھی۔ زمرے یہاں پہلی بار آئی تھی جبکہ حمنہ اور زیمل پہلے سے ہی یہاں کے اسکول سے پڑھ کے گئی تھی۔ مارکی عیسائی لڑکی تھی اور اس کی 6 th کلاس میں ہانی سے دوستی ہوئی تھی اس کی دوستیں جانتی تھی کہ وہ کن حالات سے گزر کے یہاں آئی ہی۔

شکر اللہ اوہ آگئی مارکی چلو اب کلاس میں زیمل نے مارکی کو آتا دیکھ کے کہا تھا پھر وہ پانچوں ایک ساتھ کلاس لینے چلی گئی تھی۔

کلاس لے کے وہ سب کنٹین میں آئی اور اپنے لیئے پیزا آرڈر کیا۔

ویسے مارکی آج ہم نے تیرا ویٹ کر لیا تھا آج کے بعد نہیں کرے گے۔ اور نہیں تو کیا سہی کہ رہی ہے زیمل۔ حمنہ نے زیمل کی بات پہ مارکی کو جواب دیا تھا۔ حمنیٰ ویسے زیمل تو سہی کہتی ہے لیکن بندہ خود بھی کچھ کہہ لیا کرے۔ ہاہاہاہا۔۔۔۔ زمرے کی بات کا مطلب سمجھ کے مارکی کا قہیقہ گونجا تھا جب کے حمنہ کا منہ بن گیا تھا۔ اور اب وہ چاروں ایک دوسرے و

دیکھ کے ہنس پڑی تھی جب کہ اس دوران ہانی بلکل خاموش رہی تھی۔ اے ہانی تُو کیوں ایسے اداس بیٹھا ہے۔ مار کی جب بھی اردو میں بات کرتی تو اسی طرح مونث کو مزکر بنالیتی تھی اسے اردو بہت کم آتی تھی۔ مار کی سہی کہتی ہے ہانی اپنے ماضی کو بھول جاؤ اور موو آن کرو آگے اپنی لائف میں۔ زمرے نے بھی اسے سمجھایا تھا۔ اتنی دیر میں پیزا بھی آگیا تھا۔ لنچ کے بعد وہ گھر آگئی تھی وہ سب یہاں ہانی کے گھر میں ہی رہتی تھی۔ ہانی کی ملازمہ زیتون بی بی بھی اس کے ساتھ ہی لندن آگئی تھی جو دادو نے خاص طور پہ اس کا خیال رکھنے کے لیے بیجھی تھی۔ لیکن ارسل کی بیوفائی کے بعد تو اسے اپنوں کی محبتوں کا احساس ہی نہ رہا تھا۔ یہاں آکے بھی وہ اداس ہی رہتی تھی۔ دن تو مصروف گزرتا تھا یونی میں لیکن رات کو وہ سو نہیں پاتی تھی۔ وہ ارسل کے ساتھ گزرے وقت کو کبھی بھی نہیں بھولا پائی تھی۔ یونی سے واپس آکے وہ سب سے پہلے عاشی کو کال کرتی تھی۔ اسی کے سمجھانے پہ تو وہ یہاں آگئی تھی اگر اُس کی بچپن کی دوست اس کے ساتھ نہ ہوتی تو وہ خود کو کبھی نہ سنبھال پاتی۔

خود میں تو سنجیدہ ہوں پر

دُنیا کے لیئے مزاق ہوں میں!!

ہر کوئی مجھے پڑھ لیتا

جب کے گہرا راز ہوں میں !!

مجھے تو میں بھی بُھول چکی

کسی کو کیسے یاد ہوں میں ؟؟

ویسے تو مست ملنگ ہوں پر

پھر بھی بہت اُداس ہوں میں 💔 🙃 !!

***

آج ہانی کو لندن آئے آٹھ ماہ ہو گئے تھے۔ وہ جب یونی سے واپس آئی تو دیکھا واٹس ایپ پہ عاشی کی بہت سی کالز آئی تھی وہ پہلے ہی بہت اداس تھی اب اور پریشان ہو گئی تھی اس نے عائشہ کو کال بیک کی اور جو خبر اسے سننے کو ملی تھی اسے سن کے ہانی کو یقین ہو گیا تھا کہ مکافاتِ عمل اٹل ہے۔ عاشی نے اسے بتایا تھا کہ ارسل کی لوّر عاتکہ اپنے کسی اور بوائے فرینڈ کے

ساتھ بھاگ گئی ہے اور اب ارسل کو احساس ہویا ہے کہ اس نے ہانی کے ساتھ غلط کیا ہے اور اب وہ اس سے معافی مانگنا

چاہتا ہے

****

ہانی کے پہلے سمسٹر کے پیپرز ہو گئے تھے اور اب یونی کی طرف سے دو ماہ کی چھٹیاں تھی وہ سب پاکستان آئی تھی اور اس بار

ہانی مارکی کو بھی ساتھ لے آئی تھی

عائشی کی شادی تھی اور ہانی اپنی فرینڈز کے ساتھ آج ہی حویلی پہنچی تھی۔

یار عائشو تُو شادی کر کے مجھے بھول نہ جانا کیا پتہ پھر تمہیں شایان بھائی کے علاوہ کوئی نظر ہی نہ آئے۔ زمرے عائشہ کو

مہندی لگا رہی تھی جب ہانی نے اسے کہا۔ وہاں سے گزرتے ارسل نے ہانی کی یہ بات سن لی تھی۔ ہانی نے لانگ قمیض اور

ٹراؤزر پہنا تھا ساتھ شال لے رکھی تھی۔ جبکہ ارسل نے اِس سے پہلے اسے ہمیشہ جینز میں ہی دیکھا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ

وہ اس سے معافی مانگ کے سب پہلے جیسا کر دے گا لیکن یہ صرف ارسل کی بھول تھی۔

ہانی کیسی ہو۔ دیکھو یار میں کل سے دیکھ رہا ہوں تم مجھے اگنور کر رہی ہو۔ میں تو چلو بیوفا ہوں لیکن تم تو مجھ سے پیار کرتی ہو نہ تو پلیز مجھے معاف کر دو۔ ہانی اپنے لیے کافی بنانے کچن میں آئی تو ارسل نے اسے اکیلا دیکھا اور اس کے پاس آ گیا تھا۔ وہ کل سے موقع ڈھونڈ رہا تھا اس سے بات کرنے کا۔

محبت تو کرتی ہوں یا نہیں یہ میرے دل کا معاملہ ہے ارسل شاہ لیکن اعتبار تم پہ تو کیا اس دنیا کے کسی بھی مرد پہ شاہد نہ کر پاؤں۔ بہتر ہو گا کہ تم آج کے بعد مجھے اپنی شکل بھی نہ دکھاؤ۔ ہانی نے دل پہ پتھر رکھ کے اسے یہ جواب دیا اور اب خود رُخ موڑ کے آنسو بہانے شروع کر دیئے تھے۔ ٹھیک ہے ہانی میں انتظار کر لوں گا تمہارا اور تم میری پہلی محبت ہو عاتکہ تو بعد میں آئی تھی۔ اگر تم میری نہ ہوئی تو اور بھی کسی کی نہ ہو سکو گی۔ ارسل اسے یہ سب بول کے کچن س باہر چلا گیا تھا اور وہ وہی کھڑی آنسو بہاتی رہی تھی۔ وہ خود بھی تو نہیں رہ سکتی تھی اس کے بغیر۔۔۔۔ لیکن اپنی عزتِ نفس کے لیئے اسے خود کو ارسل سے دور ہی رکھنا تھا۔ اس نے کہا تھا تم جیسی لڑکی میرے قابل نہیں ہے اور اس کے یہ تلخ الفاظ ہی تھے جو ہانی کو کبھی بھولتے ہی نہیں تھے۔ اس کی راتیں آنسو بہاتے گزرتی تھی۔

عائشہ کی شادی خیر خریت سے ہو گئی تھی ہانی کی چھٹیاں ختم ہوئی تو وہ بھی واپس چلی گئی تھی۔ وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا۔ ہانی کا بی ایس مکمل ہو گیا تھا اب وہ ایم فِل کے لیئے چائنہ چلی گئی تھی اس کی فرینڈز بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ اسے

چائنہ میں ہی پتہ چلا تھا کہ ارسل کی شادی ہو گئی ہے وہ 23 سال کی تھی جب اسے ارسل کی شادی کی خبر ملی تھی وہ بھی عائشہ نے اسے بتایا تھا تب وہ آخری بار روئی تھی ارسل کے لیئے۔ پھر مزید ایک سال اور چائنہ میں رہ کہ وہ واپس آگئی تھی۔ یہاں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ عاشی کی بیٹی بھی چھ سال کی ہو گئی تھی۔ اس کی دادو بھی فوت ہو گئی تھی۔ اگر کچھ نہیں بدلا تھا تو اس کے دل پہ لگے زخم اور اس کی اور عاشی کی دوستی

*****

(حال) میری بچی میں دیکھ رہی ہوں تم کافی ٹائم سے یہاں ہی بیٹھی ہو سب سے الگ۔ میں جانتی ہوں میری بچی تم کتنی پریشان ہو اس وقت لیکن تمھارے بھوکے رہنے سے تو اسے ہوش نہیں آ سکتا نہ تم بس دعا کرو اپنی عاشو کے لیے۔ ہانی کدھر کھوئی ہو میں تم سے بات کر رہی بچے۔۔۔ ہانی نے جب بی جان کی بات کا جواب نہ دیا تو بی جان نے اس کا کندھا ہلا کے اس سے پوچھا اور وہ ماضی کی سوچوں سے باہر آئی۔ ہاں کک۔۔۔۔ کچھ نہیں بی جان سن رہی ہوں آپ کی بات۔ اس نے بوکھلا کے بی جان کی بات کا جواب دیا تھا اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ تو اپنے ماضی میں کھوئی تھی۔ میں کہہ رہی تھی کھانا کھالو بچے کب سے بھوکی بیٹھی ہو۔ بی جان کی بات سن کے وہ کچن میں چلی گئی تھی کھانا کھانے کے لیئے۔

ہانی جب کچن سے واپس ہال میں آئی تو بی جان نے اسے اپنے پاس بیٹھا لیا۔ بڑے ماموں بھی ساتھ ہی دوسرے صوفے پہ بیٹھے تھے۔ وہ سمجھ گئی تھی آج بی جان اور ماموں اس سے وہ بات ضرور کرے گئے جسے وہ پچھلے دو سالوں سے ٹال رہی تھی۔۔۔۔۔

ہانی آپ کا لاسٹ سمسٹر چل رہا ہے نہ بیٹا۔ پی ایچ ڈی کے بعد پھر کیا کرنے کا ارادہ ہے۔۔ شادی کرے گی یہ اب اور کتنا پڑھنا ہے اس نے بس بہت پڑھ لیا اب تو یہ بن گئی ہے فیشن ڈیزائنر تو بس اب شادی ہی کرے گی۔۔ بڑے ماموں کی بات کا جواب بی جان نے دیا تھا۔ اور پھر ہانی سے کہا کہ تم نے دو سال پہلے چائنہ سے آ کہ یہی کہا تھا کہ میں تجھ سے دو سال تک شادی کی بات نہ کرو اب تو تمہیں پاکستان آئے دو سال ہو گئے ہے اور دو مہینے بزنس ٹرپ پہ لندن رہ کہ بھی آ گئی ہو تُو اب کرو لو رشوان سے منگنی۔ اس نے بچپن سے تمہیں چاہا ہے اور اب خود کو پہلے اس قابل بنایا کہ شادی جیسی ذمہ داری نبھا سکے پھر نکاح کا پیغام بیجھا ہے۔ اس بچے کی محبت کو اور نہ آزماؤ۔

بی جان آپ کی پوتی اس وقت زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے اور آپ کو میری شادی کی پڑی ہے۔ ہانی نے بی جان کو جواب دیا اور وہاں سے اٹھ گئی۔۔ اور ہاں بی جان میں وعدہ کرتی ہوں آپ سے جس دن عاشو ٹھیک ہو گئی میں منگنی یا نکاح جو

آپ بولے گی کر لوں گی۔ وہ ہال سے جاتے ہوئے بی جان سے وعدہ کر تو گئی تھی لیکن خود اس کو کچھ وقت چاہئے تھا اس رشتے کو قبول کرنے کے لیئے۔

****

ہانی واپس چھوٹی حویلی آگئی تھی۔ عاشی کا سسرال چھوٹی حویلی میں ہی تھا۔ اور شایان نے اسے اپنے گھر پہ ہی رکھا تھا۔ ایک نرس اور لیڈی ڈاکٹر اس نے ہائر کر لی تھی جو گھر پہ ہی اسکا چیک اپ کرتی اور ڈرپ وغیرہ لگاتی تھی۔ عائشہ کو شایان نے کل پھر ہاسپٹل لے کے جانا تھا۔ ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ اس کا دماغ زیادہ تاریکی میں نہیں گیا ہے اور اسے کسی بھی وقت ہوش آ سکتا ہے۔ اور وہ وقت کب آنا تھا یہ تو اللہ پاک کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ سب بس دعا ہی کر سکتے تھے اس کے ہوش میں آنے کی۔

ہانی جب عاشی کے روم میں آئی تو اس کی امی پہلے سے ہی وہاں موجود تھی اور عاشی کو ڈرپ کے زریعے خوراک دی جا رہی تھی۔

مامی آپ مجھے یہ بتائے کہ عاشو کو ہوا کیا تھا۔ آج سے پہلے تو کبھی کوئی ڈیلیوری میں پیچد گی ہونے سے کومہ میں نہیں گیا۔ لوگ کسی شاک کی وجہ سے ہی کومہ میں جاتے ہے ڈیلیوری میں کسی پیچد گی کی وجہ سے نہیں۔ تو آپ مجھے بتاؤ اسے کیا ٹینشن ہو گئی تھی۔ ہانی نے عاشی کی امی سے پوچھا تھا کہ آخر عاشی کو ایسی کون سے پریشانی تھی جس کی وجہ سے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے بچا تھا لیکن وہ پھر بھی کومہ میں چلی گئی تھی۔ کیونکہ وہ جب سے آئی تھی یہی سوچ رہی تھی کے زچگی کے دوران کوئی عورت کومہ میں کیسے جا سکتی ہے۔ جبکہ اسے کوذہنی ٹنشن بھی نہ ہو۔

ہانی بیٹا عاشی کا بلڈ 5 پوائنٹ رہ گیا تھا آخری دنوں میں۔ ڈاکٹر نے صاف کہہ دیا تھا کہ بچہ تو ٹھیک ہے لیکن بچے کی ماں کو وہ شاہد ہی بچا سکے۔ رشوان اور آذان نے اسے بلڈ بھی ڈونیٹ کیا تھا۔ ڈیلیوری کے بعد جب اسے بیڈ پہ لا یا گیا تو اس نے یہ کہا کہ میں ٹھیک ہوں ابھی اور ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اگر ماں کو بچا لیا تو اس کا بچہ کیا پتا نہ بچ پائے تو اس کا مطلب میرا بچہ۔۔۔۔ بس وہ اتنا کہہ کہ ہ بے ہوش ہو گئی تھی پھر ابھی تک نہیں اٹھی میری بچی۔ اسے لگا شاہد اس کا بچہ نہیں بچ سکا ہے۔ عاشی کی امی نے روتے ہوئے ہانی کو ساری بات بتا دی تھی۔ جسے سن کہ وہ بھی رو دی تھی۔

مامی آپ پریشان نہ ہو ہم آج شام کو ہی عاشی کو لے کے جائے گئے الشفاء میں۔ پھر اُدھر ہی ایڈمٹ رکھے گئے اس کو۔ اس نے ممانی کو تسلی دی تھی۔

ہانی! میرا بیٹا تمہیں بہت چاہتا ہے۔ کتنے ارمان تھے مجھے رشوان کی شادی کے لیکن وہ تو زندگی بھر تمہارا انتظار کرنے کے لیئے تیار ہے۔ وہ بے شک منہ سے کچھ کہتا نہیں ہے لیکن میں ماں ہوں اس کی میں جانتی ہوں میرے بیٹے نے تیرے انتظار میں یہ ماہ و سال کیسے گزارے ہیں۔۔۔۔ میں واقف ہوں اس کی تکلیف سے۔ ممانی کی بات سن کے اسے بہت دکھ ہوا تھا۔

وہ اگر ارسل کا روگ دل سے لگائے بیٹھی تھی تو رشوان بھی اس کے ہجر میں جلتا رہا تھا۔ وہ اگر اب انکار کر دیتی تو پھر اس میں اور ارسل میں کیا فرق رہ جاتا۔ اسی لیئے اُس نے اِس رشتے کے لیئے ہامی بھر لی تھی۔

جی مامی میں بی جان کو ہاں کر آئی ہوں لیکن پہلے عاشو ٹھیک ہو جائے پھر میں منگنی کر لوں گی۔

سچ میرے بچے تم نے میری جھولی میں بہت بڑی خوشی ڈال دی ہے ہانی۔ وہ اسے گلے لگاتے ہوئے بولی تھی۔ تم اِدھر بیٹھو بچے میں جا کہ عظمیٰ کو کال کر کہ یہ خوش خبری دیتی ہوں اس کی بھی بہت خواہش تھی تم رشوان کے لیئے ہاں کہہ دو۔ بری ممانی اسے عاشی کے پاس بیٹھا کہ خود بڑی حویلی چلی گئی تھی۔ اور ہانی نے اپنے دل پہ پتھر رکھ کہ اِس رشتے کے لیئے ہاں کے دی تھی۔ شادی تو اُسے ایک نہ ایک دن کرنی ہی تھی۔ تو پھر رشوان سے ہی سہی جو بچپن سے اس سے خاموش محبت کرتا آ

رہا تھا۔ جس نے اُس سے ارسل کی طرح ٹائم پاسنگ نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ گرل فرینڈز بناتا تھا۔ ہانی اپنے اِس فیصلے سے مطمئن تھی۔

ہانی عاشی کے پاس نرس کو چھوڑ کے خود باہر ہال میں آگئی تھی۔ وہ ایک دن میں ہی یہاں پہ آکہ بہت بور ہو گئی تھی۔ پتہ نہیں زندگی نے اس سے اور کتنے امتحان لینے تھے۔

شایان بھائی بات سنے۔

کیوں نہ ہم آج ہی عاشو کو اسلا آباد لے جائے۔ وہاں الشفاء میں میری ایک یونی فیلو بھی جاب کرتی ہے میری بات ہوئی تھی اس سے اُس نے ڈاکٹر سجاد سے بات کی تھی عاشی کے بارے میں۔۔۔ تو اگر آپ کہو تو ہم آج ہی یہاں سے چلے جائے۔ ہانی نے ڈاکٹر کشمالہ سے جو بات کی تھی وہ شایان کو بتادی اور پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ اسلام آباد جانے کے لیئے گھر سے نکلے تھے۔ رشوان بھی ان کے ساتھ ہی گیا تھا۔ جیسے ہی ان لوگوں کی گاڑی گیٹ سے باہر نکلی اسی وقت ارسل کی گاڑی حویلی کے گیٹ کے پاس پہنچی تھی۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تھا ارسل کی فیملی بھی ساتھ ہی آئی تھی۔ اس کے دو جُڑواں بچے تھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔۔۔۔۔

کوئی بھی انسان اپنے ماضی کے ساتھ نہیں جیتا اور نہ ہی وقت کسی کے لیئے رکتا ہے۔ ہمیں زندگی میں آگے بڑھنے والوں کے لیئے کبھی بھی نہیں رُکنا چاہیئے۔ ہانی نے ارسل کے دیکھ کے سوچا تھا اور ساتھ ایک نظر ڈرائیو کرتے رشوان کو دیکھا۔ ہانے اس کے ساتھ آئی تھی جبکہ شایان عائشہ کو اپنی گاڑی میں لے کے جارہا تھا۔ بچوں کو اس گھر ہی چھوڑا تھا سعدیہ بیگم اور رانی کے پاس۔ رانی عائشہ کی دیورانی بنی تھی۔ عمر میں وہ عاشی سے بڑی تھی لیکن رشتے میں اس سے چھوٹی تھی

****

اُن کی گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ دونوں ہی چپ سے تھے۔ پھر اس خاموشی کو رشوان کی آواز نے ہی توڑا تھا۔

ہانی!

جی۔۔۔۔

کیا بات ہے آپ اتنی اداس کیوں ہے۔

کچھ نہیں بس عاشو کی وجہ سے۔۔۔۔ پتا نہیں میری دوست ٹھیک ہو سکے گی یا نہیں۔ رشوان کی بات پہ ہانی نے اداسی سے کہا۔

ہاں یہ تو ہے عاشو کے لیئے تو ہم سب ہی پریشان ہے۔ اللہ پاک سے دعا کرے اسے جلد ہی ہوش آجائے۔ رشوان نے اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہانی ایک بات پوچھو! گاڑی میں ایک بار پھر خاموشی چھاگئی تھی جسے پھر رشوان نے ختم کیا تھا۔

ہانی کیا آپ اس رشتے پہ دل سے راضی ہو۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب کہی آپ نے بی جان یا امی کی دباؤ میں آکہ تو ہاں نہیں کی۔

رشوان کو جب سے پتا چلا تھا کہ ہانی نے رشتے کے لیے ہاں کہہ دی ہے۔ وہ تب سے ہی اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن کر نہیں سکا تھا۔ اب اس نے ہمت کر کے اس سے پوچھ ہی لیا تھا۔

نہیں رِشی مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا ایک نہ ایک دن شادی تو کرنی ہی تھی تو آپ سے ہی سہی۔ ویسے بھی میری نظر میں آپ سے بہتر کوئی ہے بھی نہیں اور نہ ہی میری لائف میں کوئی اور ہے جس کے لیئے میں اس رشتے سے منع کرتی۔ ارسل تو سات سال پہلے ہی میرے دل سے نکل گیا تھا۔ وہ اب کسی اور کا شوہر ہے۔ اس نے رشوان کو بتا دیا تھا کہ اس کی زندگی میں کوئی دوسرا انسان بھی تو نہیں تھا جس کے لیئے وہ منع کرتی۔

لیکن رشوان مجھے ایک بات پریشان کرتی ہے۔

وہ کیا ہانی ؟ دیکھے آپ مجھ سے ہر بات شیئر کر سکتی ہیں۔

وہ یہ کہ رشی اگر کبھی آپ نے مجھے ماضی کا طعنہ دیا تو---! یا کبھی ارسل کی طرح میرے کردار پہ شک کیا۔ میرا تو ارسل سے بھی اب کوئی تعلق نہیں رہا ہے وہ سب میرا بچپنا تھا۔

ہانی نے کہہ کے سر جھکا لیا تھا وہ بہت شرمندہ تھی اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ کبھی بھی کسی غیر محرم سے دوستی نہیں رکھنی چاہیئے۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا ہانی ! آپ میری پاک محبت ہو میں آپ پہ کبھی شک کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں۔ رشوان کی بات سن کے اس نے دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا کہ اگر اللہ نے ارسل کو اس سے دور کیا تھا تو رشوان جیسے لائف پارٹنر کو اس کی زندگی میں لانے کے لیئے۔ اللہ پاک کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے ہم سمجھ نہیں سکتے۔

وہ انہی سوچوں میں کھوئی اسلام آباد پہنچی تھی۔ عاشی کو ایڈمٹ کر دیا گیا تھا۔ اس کے پاس شایان اور ہانی رُکے تھے جبکہ رشوان ہانی کے گھر چلا گیا تھا۔ وہ لوگ اب اسلام آباد شفٹ تھے۔

*****

یہ کیا اماں میں عاشی کو دیکھنے آئی تھی لیکن وہ لوگ تو اسے اسلام آباد لے گے ہیں اب کتنے دن وہاں رکھنا ہے اس کو۔

نجمہ بیگم جو ارسل کے ساتھ عاشی کو دیکھنے آئی تھی وہ بی جان سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں نجمہ وہ ہانی آئی تھی وہ ہی لے کے گئی ہے اسے اور اب اُدھر ہی رکھے گی اس کو اپنے پاس۔

اچھا بی جان میں نے سنا ہے ہانی رشوان کے لیئے مان گئی ہے۔ ابھی بھابھی نے بتایا تھا مجھے۔ نجمہ نے ہانی کے ذکر پہ بی جان سے پوچھا تھا جبکہ کے ان کے پاس بیٹھا ارسل حیران ہوا تھا۔ وہ تو ہمیشہ سے یہی سمجھتا آ رہا تھا کہ ہانی صرف اس سے ہی پیار کرتی ہے اور وہ اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچے گی بھی نہیں۔ اسے یہ سن کے بہت برا لگا تھا لیکن اپنی شادی پہ اسے ایسا کوئی خیال نہیں آیا تھا۔ اسے بس برا لگا تھا کہ ہانی نے اس کے علاوہ کسی اور کو اہمیت دی جبکہ وہ سات سال پہلے اس سے معافی بھی مانگ چکا تھا۔ وہ چاہتی تو اسے معاف کر دیتی اور دونوں ایک ساتھ ہنسی خوشی رہتے۔ سجل میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں گھر جا رہا ہوں تم امی کے ساتھ کل آ جانا۔ ارسل اپنی بیوی کو بول کہ وہاں سے واپس آ گیا تھا اسے لگا تھا وہ خالی ہاتھ رہ گیا ہو جیسے۔ لیکن وقت گزر جانے کے بعد پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ اچانک ارسل کو کیا ہوا نجمہ ایسے کیوں اٹھ کے گیا ہے۔بی جان ارسل کے اس طرح جانے پہ تھوڑی پریشان ہو گئی تھی۔۔

آپ پریشان نہ ہو اماں ویسے چلا گیا ہو گا۔ نجمہ بیگم نے ان کو تسلی دی اور پوچھا کہ "اماں یہ جو چودھری نزاکت کی زمین کا مسلہ تھا حل ہوا کہ نہیں بھائی ابھی ڈیرے پہ ہی ہے کیا۔ہاں وہ اعظم نے اسے اس کی زمیں ن واپس دلا دی ہے اجمل ملک کے پوتے نے اس پہ ناحق قبضہ کر لیا تھا۔بی جان نے نجمہ بیگم کو بتا کے ان کی تسلی کروائی تھی۔وہ پریشان تھی کہ گاؤں کا ہر مسلہ ان کے بھائی کے پاس آتا تھا وہ یہاں کہ سردار تھے اور ان کے لیئے نجمہ بیگم یوہی پریشان رہا کرتی تھی کیوں کہ وہ ایک سادہ سے سلجھی ہوئی طبیعت کے مالک انسان تھے۔

****

عائشہ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے دو ہفتے ہو گے تھے۔دن کو شایان اس کے پاس ہوتا تھا کیوں کہ ہانی یونی چلی جاتی تھی۔ اور شام کو وہ عاشی کے پاس ہوتی تو شایان آفس جا کے اپنا کام مکمل کرتا وہ رشوان کی کمپنی میں ہی جاب کرتا تھا دائریکٹر تھا وہ شاہ انڈیسٹریز کا اپنا کام بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

شایان بھائی کیا حال ہے اور عاشو کیسی ہے آج بھی کچھ رسپانس دیا اس نے یا نہیں۔ہانی نے یونی سے آ کے شایان سے پوچھا اور اسے کھانے کا بولا جو وہ گھر سے لے کہ آئی تھی۔

ڈاکٹرز نے کہاں ہے یہ بہت تیزی سے ریکور کر رہی ہے اور اب یہ ہمیں سن بھی سکتی ہے لیکن کیا پتہ ہوش میں آنے کے بعد انہیں کچھ باتیں یاد نہ رہے۔رشوان نے تفصیل سے اسے جواب دیا تو اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا کہ اسے کچھ تو امید ملی عاشی کے ٹھیک ہونے کی۔دو ہفتے ہو گے تھے اس نے رشوان کو بھی نہیں دیکھا تھا۔وہ جب بھی عاشی کو دیکھنے آتا تو ہانی وہاں نہیں ہوتی تھی۔

اچھا شایان بھائی آپ جائے اب میں ادھر ہی رہوں گی رات کو بھی۔

ہانی شایان کو بھیج کے خود عاشی کے پاس آ کے بیٹھی ہی تھی کہ اس کے موبائل پہ کسی اجنبی نمبر سے کال آنے لگی جسے پہلے تو اس نے اگنور کیا پھر مسلسل کالز آنے پہ کال اٹھالی۔

ہیلو!جی کون۔اسے لگا تھا شاہد کوئی کسٹمر ہو آرڈر بُک کروا رہا ہو۔اس کے ڈیزائنز بہت تیزی سے مارکیٹ میں سیل ہو رہے تھے۔

ہانی کیسی ہو تم!

تم۔۔۔ت تت۔۔۔۔تم ارسل! میرا نمبر کس نے دیا تمہیں۔کیوں کال کی ہے مجھے۔

ہانی ارسل کی آواز سن کے غصے سے بولی تھی۔

کیا ہو گیا ہے ہانی میں نے تو تمہیں مبارک باد دینے کے لیئے کال کی تھی یار۔تم تو غصہ ہی ہو گئی زرا نہیں بدلی ہو تم۔ارسل نے طنزیہ انداز میں اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

اور ہاں یار کہاں گئی وہ محبت جو تیرے دل میں تھی میرے لیئے۔یاں دوسری مرتبہ محبت ہو گئی رشوان سے۔

ارسل شاہ یاد رکھنا ہمیشہ کہ محبت پہلی دوسری اور تیسری نہیں ہوتی نہ یہ بدلتی ہے۔بس ہمارے دل سے کچھ لوگوں کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ عزت کے قابل ہوتے ہیں۔میرا دل آج بھی محبت سے بھرا ہے لیکن وہ محبت تیرے لیئے نہیں بلکہ اس کے لیئے ہے جو میرا محرم بنے گا اور مجھے افسوس ہے اس بات کا کہ تم جیسا انسان میرا کزن ہے۔اور آخری بات کوشش کرنا کبھی میرے سامنے نہ آؤ۔تم میرا ماضی ہو اور ماضی بھی وہ جسے میں بھولا چکی ہوں۔

ہانی نے غصے سے کہہ کے کال کاٹ دی تھی۔ ارسل جو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا کال بند ہونے پہ اپنا موبائل دیوار پہ مار کے توڑ چکا تھا۔۔ اور ہانی عاشی کے پاس بیٹھ کے رو دی تھی

عاشو اٹھ جانہ یار! پلیز تم اتنا کیسے سو لیتی ہو یار۔ تین ماہ ہو گئے ہیں ہے تجھے اس طرح خاموش لیٹے۔ بس بہت ہو گیا اب اپنی آنکھیں کھولو یار۔ ہانی روز کی طرح آج پھر آ کے عاشی کے ساتھ باتیں کرنے لگ گئی تھی۔ وہ روز ایسے ہی کرتی تھی ایک امید ہوتی تھی کہ کیا پتہ آج اس کی دوست بول جائے گی۔ لیکن ہر بار اسے مایوسی ہی ہوتی تھی۔ ہانی کے پی ایچ ڈی کے پیپرز ختم ہو گئے تھے اس وجہ سے وہ زیادہ تر ہاسپٹل میں ہی رہتی تھی۔

عاشو دیکھ میری جان تُو اٹھ جا یار میں وعدہ کرتی ہوں تیری بھابھی بھی بنوں گئی اور تیری ہر بات مانوں گئی پر ایسا نہ کر یار مجھ سے تیری خاموشی اور برداشت نہیں ہوتی۔ میں نہیں جی سکتی تیرے بغیر عاشو۔ وہ عاشی کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے مسلسل روئے جا رہی تھی۔

اور اس نے دیکھا کہ عائشہ کی دائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کے اس کے کان کے پیچھے جا رہا تھا۔ ہانی بس حیرت زدہ سی اس کا چہرہ دیکھے جا رہی تھی۔ اووں تو تم مجھ سن رہی ہو عاشو پر میری بات کا جواب نہیں دیتی ہو۔ کیوں یار ہاں کیوں کرتی ہو ایسا۔

اپنی ویل پاور کو اسٹرونگ بناؤ یار۔ وہ مسلسل بولے جارہی تھی لیکن اس کی دوست تو اسے صرف سن ہی سکتی تھی۔ محسوس کر سکتی تھی لیکن وہ اٹھ نہیں پارہی تھی۔

ٹھیک عاشو تُو اٹھ ایک بار پھر میں بھی تجھ سے ایسے ہی بات نہیں کروں گی۔ بہت تنگ کیا ہے تُو نے مجھے۔ اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گی تجھے۔ کوئی کک۔ کیس۔۔ کیسے کسی سے ایسے ناراض ہوتا ہے۔۔ جج جے۔۔۔ جیسے تم ہم سے ہو گئی ہو۔ ہانی ہچکیوں سے روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔ شایان بھی بس خاموشی سے آنسو بہارہا تھا۔ اس کی بیوی تین مہینوں سے کومہ میں تھی۔ یہ وقت اس کے لیئے بھی بہت مشکل تھا۔ شایان نے ہانی کو بیڈ کے پاس سے اٹھا کے چیئر پہ بیٹھایا اور اسے پانی پلا کے خود روم سے باہر چلا گیا۔

****

رشوان حویلی آیا ہوا تھا کافی دن سے وہ گھر پہ ہی تھا۔ اب وہ واپس اسلام آباد جارہا تھا ہانی نے اسے کال کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ کچھ دن کے لیئے مائرہ اور علی کو اس کے پاس لے آئے۔ وہ اپنی دوست کے بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی خود ان کی دیکھ

بال کرنا چاہتی تھی۔ وہ اب بلکل بدل گئی تھی۔ وقت اور حالات نے اس سے اُس کی سب شوخیاں چھین لی تھی۔ رشون کے ساتھ رانی اور ندا بھی آ رہی تھی۔ وہ لوگ پہلے گھر گئے تھے پھر ہاسپٹل آنا تھا۔

ہانی اپنا لیپ ٹاپ گود میں رکھے کام میں مصروف تھی جب اسے یہ آواز سنائی دی۔ پا۔۔۔ پپ۔۔ پانی۔ اس نے حیرت سے سر اٹھا کے عاشی کے بیڈ کی طرف دیکھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ یہ اس کا وہم ہے یا سچ میں عاشی بولی ہے۔ پانی۔۔۔۔ شایان پانی۔۔۔ہانی۔ وہ آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے عاشی کے ہلتے ہوئے لبوں کو دیکھے جا رہی تھی جنہوں نے شایان کے بعد اس کا نام لے کے پانی مانگا تھا۔ ہانی اپنا لیپ ٹاپ وہی پھینک باہر کی طرف بھاگی تھی۔ اسے ڈاکٹر سجاد کے آفس کی طرف جاتے دیکھ شایان بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔ ڈاکٹر۔۔۔۔ ڈاکٹر عاشو نے پانی مانگا اسے ہوش آ رہا ہے ڈاکٹر پلیز چلے میرے ساتھ۔ اور اگلے پانچ منٹ میں سب ڈاکٹرز عاشی کے روم میں اس کے گرد جمع تھے۔ شایان نے رشوان کو کال کر کے جلدی ہاسپٹل آنے کا بولا تھا۔ وہ بھی اس کے جلدی بلانے پہ بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کے وہ شایان سے کوئی اور بات پوچھتا اس کی کال کٹ چکی تھی۔ جب وہ لوگ ہاسپٹل پہنچے تو انہیں ڈاکٹرز کی ٹیم عاشی کے بیڈ کے پاس کھڑی نظر آئی اس کا پورا وجود مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کے رانی اور ندا بھی کافی پریشان ہو گئی تھی۔ انہیں پیشنٹ کے روم میں جانے کی اجازت نہیں تھی وہ لوگ باہر ہی سے سب دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹرز کے پاس بس شایان تھا صرف۔ تھوڑی

دیر بعد عاشی مکمل ہوش میں آچکی تھی ندا, رانی شایان اور رشوان سب اس کے پاس موجود تھے۔نرس نے مشینوں اور مختلف نلکیوں کو آہستہ سے اس کے وجود سے الگ کیا تھا. آپ کو زندگی کی طرف لوٹنا مبارک کو عائشہ۔ڈاکٹر سجاد نے اسے مسکرا کے کہا اور اپنے آفس کی طرف چلے گئے۔شایان نے علی کو لا کے عاشی کو دیا تھا۔عاشو یہ ہمارا بی بی ہے دیکھو تو بلکل میری طرح ہے نہ۔عاشی نے شایان سے لے کے اپنے بیٹے کو گلے لگایا اور شایان سے پوچھا۔یہ ہانی اور مائرہ کہاں ہے وہ مجھ سے ملی کیوں نہیں ہے۔

میری پیاری بہن تیری بھابھی اور بیٹی دونوں تم سے سخت ناراض ہے اور باہر بینچ پہ بیٹھی گنگا بہا رہی ہے۔رشوان نے پیار سے عاشی کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا جبکہ وہ ہانی کے لئے بھابھی لفظ سن کے حیران رہ گئی تھی۔بھائی یہ مجزہ کب ہو گیا۔شکر اس عقل کی اندھی لڑکی کو سمجھ آگئی میری باتیں۔

بس بہنا یہ سب آپ کی بے ہوشی کا نتیجہ ہے۔وہ یہاں بیٹھ کے فرصت سے آپ کی باتوں کے بارے میں سوچتی تھی۔ رشوان نے مسکرا کے عاشی کی بات کا جواب دیا تھا۔

شایان نے حویلی میں فون کر کے سب کو بتا دیا تھا۔ عالیہ بیگم (عاشی کی امی) یہ خبر سنتے ہی اپنے رب کے حضور سر سجدے میں رکھ کے رو دی تھی۔ بی جان بھی سنتے ہی شکرانے کے نوافل ادا کرنے اٹھ گئی تھی۔ چاچی جان اور سعدیہ بیگم (شایان کی امی) نے عاشی کا صدقہ اتارنے کی لیئے غریبوں میں کھانا اور کپڑے تقسیم کرنے شروع کر دیئے تھے۔ حویلی میں عید کا سماں معلوم ہو تا تھا۔

****

ہانی مائرہ کا ہاتھ پکڑے روم میں آئی اور عاشی سے ملتے ہی اس سے لپٹ کے رو دی تھی۔ عاشی بھی اسے اور مائرہ کو ساتھ لگائے رو دی۔

یہ کون سا طریقہ تھا ہانی آ کے مل کیوں نہیں رہی تھی مجھ سے۔۔ ارے واہ یعنی کہ الٹا چور کتوال ک ڈانٹے۔ میڈیم یہ کون سا طریقہ تھا آرام فرمانے کا۔ میرے تو کان ہی ترس گئے تھی تیرے لیکچر سننے کو۔ ہانی نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے عاشی کی بات کا جواب دیا تھا۔

تُو تو میری جان ہے ہانی دوستوں کے نام پہ ایک تُوں ہی واحد دوست ہے ہے میرے ساتھ۔ میری بچپن کی سہیلی جو اتنی بڑی بزنس مین بن گئی لیکن میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا نہ ہی آج تک بدلی ہو تم۔ عاشی نے اسے اپنے ساتھ لگائے کہا۔

بس بس زیادہ ایموشنل نہ ہو اور میں کوئی بزنس میں نہیں بلکہ بزنس woman ہوں ہانی نے عاشی سے الگ ہوتے ہوئے شرارت سے کہا۔ جس پہ وہ بس اسے گھور کے رہ گئی تھی۔

وہ لوگ اگلے دن ہی عاشی کو حویلی واپس لے آئے تھے۔ عظمیٰ بیگم بھی ان کے ساتھ ہی آگئی تھی۔

عاشی کی عیادت کے لیئے گاؤں کے لوگ بھی کافی دن آتے رہے تھے۔ نجمہ بیگم بھی آگئی تھی۔ آج ارسل بھی عاشی کو دیکھنے حویلی آیا تھا۔ بی جان نے عاشی کو بڑی حویلی میں ہی اپنے پاس رکھا تھا۔

ہانی عاشی کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی جب ارسل اور سجل عاشی کے روم میں آئے تھے۔

ارسل کو سجل کے ساتھ دیکھ ایک پل کے لیئے ہانی کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا۔ ایک پل کے لیئے دونوں کی نظریں ملی تھی پھر فوراً ہی دونوں نے نگاہیں جکالی تھی ارسل کی آنکھوں میں کرب تھا اور ہانی کی آنکھوں

میں شکوہ۔عاشی دونوں کی کیفیت سمجھ گئی تھی اس نے رشوان کو میسج کر کے روم میں بلا لیا تھا تا کہ اس کی دوست خود کو اکیلا محسوس نہ کرے۔

اسلام و علیکم ارسل! کیسے ہو بھائی۔رشوان کمرے میں آ کے ارسل سے ملا اور سجل سے بھی اس کی خیریت پوچھی۔واعلیکم اسلام رشی بھائی! آپ سنائے کیا مزے ہے اور واپس کب جانا ہے۔ارسل بلکل نارمل انداز میں رشوان سے بات کر رہا تھا۔میرے تو مزے ہی ہے جناب اور واپس تو میں نکاح کر کے ہی جاؤں گا۔بی جان نے پرسوں ہمارا نکاح رکھا ہے۔دن کو دادا ابو کی دعا اور پھر اس کے بعد ہمارا نکاح ہو گا۔اور ہانی آپ نے نکاح کا ڈریس ڈیزائن کر لیا کہ نہیں۔رشوان نے اطمینان سے ارسل کی بات کا جواب دے کر ہانی سے بھی پوچھ لیا تھا کیوں کہ اُس نے کہا تھا کہ وہ اپنا ڈریس خود ہی ڈیزائن کرے گی۔

رشوان کی بات سن کے ارسل کے چہرے کا رنگ اُڑا تھا۔اس نے ہانی کی طرف دیکھا تو وہ اب پہلے سے بھی زیادہ بدل گئی تھی۔ہانی کا سنجیدہ سا روپ اسے حیران کیئے جا رہا تھا۔وہ سات سال بعد ایک دوسرے کو دیکھ رہ تھے۔ہانی نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو باخوبی محسوس کر لیا تھا۔

میں نے سب تیاری کر لی ہے رشی اور آپ کا ڈریس بھی میں نے خود ڈیزائن کیا تھا۔ آپ بے فکر رہے اور ابھی جائے یہاں سے بی جان نے کہا ہے کہ میں پرسوں تک آپ سے نہ ملوں۔ہانی نے ارسل کو مکمل اگنور کر کے رشوان کی بات کا جواب دیا تھا۔

دیکھو یہ تو ظلم ہوا میرے ساتھ۔ یہ بی جان اچھا نہیں کر رہی اب۔ہانی کی بات سن کے رشوان بیچارہ تو اداس ہی ہو گیا تھا۔

بھائی بی جان صیح کہتی ہے اور اب ہانی آپ ہی کی ہے تو بے فکر ہو کے جائے آپ۔ عاشی نے رشوان کو روم سے باہر بھیج دیا تھا۔ اور ارسل بھی کچھ دیر بعد واپس چلا گیا تھا۔ جبکہ سجل بچوں کو لے کے ادھر ہی رہ گئی تھی۔ کسی کو خبر نہیں تھی کہ ارسل کیا سوچ کے یہاں سے گیا ہے۔

ہانی نے کال کر کے اپنی باقی فرینڈز کو بھی نکاح کا بتا دیا تھا اور کہا بھی تھا کہ وہ سب پرسوں اس کے نکاح میں ضرور آئے۔ مارکی کے علاوہ سب نے ہی آنے کا کہہ دیا تھا اور مارکی نے کہا تھا وہ نکاح میں تو نہیں آسکتی لیکن شادی میں ضرور آئے گی۔

*****

ہیلو زبیر میری بات سنو میرا ایک کام کر دو مجھے کل شام دو بندوں کی ضرورت ہے۔ کسی بندے کو اٹھوانا ہے۔ ارسل کال پہ اپنے کسی دوست سے کہہ رہا تھا اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

مجھے یقین تھا یار تم میرا کام ضرور کرو گئے دوسری طرف کی بات سن کے ارسل نے مسکرا کے کہا اور کال بند کر دی تھی۔

ہانی اپنا موبائل عاشی کے روم میں چھوڑ کے خود ہال میں جا کہ بیٹھی تھی۔ اس کے موبائل پہ مسلسل ارسل کی کال آ رہی تھی۔ ارسل کا یہ نمبر فیملی میں کسی کے پاس نہیں تھا۔ اسی لیئے عاشی نے کال پِک نہیں کی تھی۔ اسے لگا کہ اس کے آفس سے کسی کی کال ہو گی۔

ہانی جب عاشی کے کمرے میں آئی تو عاشی نے اسے بتایا کہ اس کے موبائل پہ کسی کی کال آ رہی تھی۔ ہانی نے نمبر دیکھا تو پریشان ہو گئی تھی۔

کیا بات ہے ہانی کس کی کال تھی۔

کچھ نہیں عاشو ویسے ہی آفس سے کال تھی۔

عاشی کی بات پہ ہانی نے جھوٹ بول کے بات بدل دی تھی کیونکہ ندا سجل اور سیماب بھی روم میں موجود تھی۔ جبکہ عاشی سمجھ گئی تھی کہ کوئی بات تو ضرور ہے۔ سجل ایک معصوم سی لڑکی تھی اس کا رویہ ہانی کے ساتھ بھی بہت اچھا تھا۔ جبکہ کہ اسے ارسل کے ماضی کی ہر بات شادی کے بعد پتہ چل گئی تھی۔ پھر بھی اس نے جاہل عورتوں کی طرح لڑ جھگڑ کے اپنا گھر خراب نہیں کیا تھا۔

عاشی تم آرام کرو ہانی بھی تمہارے پاس ہی ہے۔ میں سجل اور سیماب کو ساتھ لے کے جاتی ہوں۔ سجل کھیر بنادے گی اور ہم دونوں دادا جی کی دعا اور نکاح کی دعوت دینے جائے گئے امینہ پھوپھو کے گھر۔ ندا عاشی کو بول کے ان دونوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ ندا ہانی کے چھوٹے ماموں کی بیٹی ہے جو کہ اب ایم فل کر رہی ہے

اب بتاؤ ہانی کس کی کال تھی اور تم اتنا پریشان کیوں ہو گئی تھی۔ باقی سب کے روم سے جاتے ہی عاشی نے اس سے پوچھا تھا۔ وہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ ہانی نمبر دیکھتے ہی پریشان ہو گئی تھی وہ اس کی بچپن کی سہیلی تھی اس کے سب سے قریب بھی تھی وہ جان جاتی تھی اپنی دوست کی پریشانیاں۔

عاشو جب میں تیرے پاس ہاسپٹل میں تھی تب ارسل نے مجھے اس نمبر سے کال کی تھی۔ اب اس کی کال کیوں آ رہی ہے عاشو۔ اور تجھے تو پتہ ہی ہے نہ میرے دل میں اب اس کے لیئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ تمہیں یہ عجیب لگے گا لیکن یار تم مجھے یہ بات بتاؤ کہ جب ہمیں کسی سے محبت ہو جائے اور وہ ہمیں دھوکا دے کے چلا جائے تو کیا ہمیں پھر بھی ساری زندگی ایسے انسان کے نام پہ بیٹھے رہنا چاہیئے۔ عاشو خاص کر لڑکیاں انہیں تو ماں باپ کی مرضی سے شادی کر لینی چاہیئے اور میں تو خوش نصیب ہوں کہ مجھے رشوان جیسا لائف پارٹنر ملا ہے۔ ہانی نے عاشی کو بتا دیا تھا کہ اس نمبر سے ارسل نے اسے کال کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کے دل میں ارسل کو لے کے اب کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

تم نہ بتاتی تو بھی میں جانتی ہو جان اور ویسے بھی اللہ پاک دو مخلص دلوں کو کبھی بھی جدا نہیں کرتے ان میں سے جب ایک دل منافق ہو جاتا ہے تو پھر اللہ پاک مخلص دل کو اس منافق سے دور کر دیتے ہے۔ اور تم اور بھائی دونوں ہی ہر رشتے کے ساتھ مخلص ہو تب ہی اللہ پاک نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا نصیب بنایا ہے۔

ہممم۔۔۔۔ صیح کہا!۔ عاشی کی بات سن کے ہانی نے ہاں میں سر ہلا دیا تھا۔

پتہ ہے عاشی مجھے ایک دن امینہ خالہ کی پڑوسن نمرہ ملی تھی۔ کہہ رہی تھی سات سلام ہو تیری اور عاشی کی دوستی کو اب بھی تم دونوں پہلے جیسی ہی ہو۔ ایک ساتھ ہوتی ہو تو تم دونوں کوئی اور نظر ہی نہیں آتا۔

اچھا تو پھر تم نے کیا جواب دیا تھا ہانی۔ عاشی نے جلدی سے اس کا جواب پوچھا تھا۔

میں نے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہا تھا بھئی کہ۔۔۔

ایک ہزار تعلق جن میں ایک سہیلی کافی تھی

میرے دکھ سکھ باٹنے کو وہ ایک اکیلی کافی تھی

جولائی اور جون کی چھٹیوں میں ہم گاؤں جاتے تھے

ہلا گلا کرنے کو بس ایک حویلی کافی تھی

ہانی کے لہک لہک کے شعر پڑھنے پہ عاشی نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ لڑکی تُو اسے کہتی ہماری دوستی بے غرض ہے مطلب کی ہوتی تو کب کی ختم ہو گئی ہوتی۔

اچھا اب ملی تو کہہ دوں گی۔ ویسے تمہیں شعر پسندید آیا کہ نہیں۔ عاشی کی بات پہ ہانی نے بھولپن سے جواب دیا تھا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کر ہی رہی تھی کہ ہانی کے نمبر پہ ایک بار پھر ارسل کی کال آئی تھی۔ کال اٹھاؤ ہانی دیکھو تو کیا کہتا ہے۔ عاشی کے کہنے پہ ہانی نے کال اٹھالی تھی۔

ہیلو کیا بات ہے اب کیوں کال کر رہے ہو۔ ہانی نے غصے سے پوچھا تھا۔

ہانی میں بڑی حویلی کی بیک سائڈ پہ ہوں پلیز ایک بار آ کے مجھ سے مل لو تمہیں کچھ دیکھانا ہے بس صرف میری آخری بات مان لو۔ ارسل نے منت بھرے انداز میں کہا تھا۔

واپس چلے جاؤ ارسل میں نہیں آؤں گی اور اگر اب کال کی تو میں گھر میں سب کو بتا دوں گی۔ ہانی نے غصے سے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

ٹھیک ہے ہانی! بیشک نہ آؤ لیکن! میری موت کی ذمہ دار بھی تم ہی ہو گی۔ ارسل کی بات پہ ہانی نے عاشی کی طرف دیکھا تھا اور اس کا اشارہ ملتے ہی کہا تھا میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔ ٹھیک ہے اپنے باڈی گارڈ کو ساتھ نہ لے آنا۔ عاشو تمہارے ساتھ نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ کہہ کہ ارسل نے کال بند کر دی تھی۔ عاشو تم نے مجھے ہاں بولنے کا کیوں کہا اور اُس نے تو تجھے بھی ساتھ آنے سے منع کر دیا ہے۔ مجھ تو کوئی گڑبڑ ہی لگتی ہے۔ ہانی نے پریشان ہو کہ عاشی سے کہا تھا۔ پریشان نہ ہو ہانی اِسی گڑبڑ کا پتہ لگوانے کے لیئے ہی تو اسے ہاں بولا ہے۔ آؤ اب جائے میں کنوں کے پاس رکوں گی تم انار کے درخت کے پاس جانا وہاں سے میں آپ کی باتیں سن لوں گی۔ اور آؤ ابھی جاتے ہے ٹائم سے پہلے۔ عاشی ہانی کو لے کہ حویلی کی پچھلی طرف چلی گئی تھی۔ اور اسے انار کے درخت کے پاس لے آئی تھی۔ مجھے ڈر لگا رہا ہے عاشو اس سے بہتر تھا ہم رِشی کو بتا دیتے۔ ہانی نے ڈرتے ہوئے عاشو کو کہا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا میں آس پاس ہی رہوں گی۔ عاشی اسے کہہ کے وہاں سے چلی گئی تھی۔

عائشہ کنوں کے دیوار کے پاس بیٹھی تھی جب اسے اپنے دائیں طرف سے ارسل کے بولنے کی آواز آئی تھی۔ وہ فون پہ کسی سے بات کر رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک آجائے گی تم لوگ اسے بے ہوش کر کے لے جانا میں کچھ ٹائم بعد تم لوگوں کے پاس آجاؤں گا۔

ارسل کی بات سن کے عاشی بجلی کی سی تیزی سے ہانی کی طرف بھاگی تھی۔اس نے جا کے ہانی کو سب بتا دیا تھا۔ارسل انار کے درخت کے پاس پہنچا تو ہانی کے ساتھ عاشی کو دیکھ کے پریشان ہو گیا تھا۔اسے اپنا پلان فیل ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

تت۔۔تم۔۔۔۔یہاں•••• کیا کر رہی ہو عاشی!اور ہانی میں نے تمہیں کہا تھا نہ کہ اپنے باڈی گارڈ کو ساتھ نہ لانا۔عاشی کو ہانی کے ساتھ دیکھ کے ارسل غصے سے بولا تھا۔تم نے ہانی کو یہاں کیوں بلایا ہے یہ میں جان گئی ہوں۔نہ صرف جان گئی ہوں بلکہ تمہاری باتیں ریکارڈ بھی کر لی ہے جو تم فون پہ کسی سے کر رہے تھے۔دراصل میں نے یہاں آتے ہی ویڈیو کیمرہ آن کر لیا تھا اور بد قسمتی سے تمہارا کارنامہ اس میں ریکارڈ ہو گیا۔

ہانی کی جگہ عاشی نے ارسل کی بات کا جواب دیا تھا۔جسے سن کے اس کے چہرے کا رنگ اُڑا تھا۔اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس بری طرح سے ناکام ہو جائے گا۔

ویسے ارسل مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اس حد تک گر جاؤ گئے تم مجھے کڈنیپ کروا رہے تھے۔جتنا تم نے مجھے پاسٹ میں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس سے تمہارا دل نہیں بھرا تھا جو اب یہ سب کرنے جا رہے تھے۔

نہیں ہانی ایسی بات نہیں ہے تم غلط سمجھ رہی ہو۔ہانی کی بات پہ ارسل نے بوکھلا کے جواب دیا تھا۔تو پھر کیسی بات ہے ہاں تم بتاؤ مجھے۔عاشی نے غصے سے ارسل سے پوچھا تھا۔دراصل بات یہ ہے کہ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ میں ہانی کو کسی اور کا ہوتا ہوا دیکھ سکوں۔نا سمجھی میں مجھ سے جو غلطی ہوئی تھی میں اسی کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔

اووں تو یہ طریقہ تھا آپ کا تلافی کرنے کا۔ سجل کی آواز سن کے سب نے پیچھے مڑ کے اس کی طرف دیکھا تھا۔اس بار ارسل کی بات کا جواب سجل نے دیا تھا۔

تم یہاں کیا کرری ہو سجل۔عاشی نے حیران ہو کے اس سے پوچھا۔

میں تم دونوں کو بلانے آئی تھی۔تم دونوں روم میں نہیں تھی۔میں نے عاشی کو یہاں آتے دیکھ لیا تھا۔اور اچھا ہی ہوا یہاں آ کے اپنے شوہر کی اصلیت سے واقف ہو گئی۔ سجل نے شرمندگی سے عاشی کی بات کا جواب دیا تھا۔اتنی دیر میں دو نقاب پوش وہاں آ گئے تھے اور ارسل کے ساتھ تین لڑکیوں کو کھڑا دیکھ کے پیچھے ہی رک گئے تھے انہوں نے ارسل کے نمبر پہ میسج کر کے آگے کا پلان پوچھا تو ارسل نے انہیں واپس بھیج دیا تھا۔

ارسل میں نے تمہاری جو باتیں ریکارڈ کی ہے وہ میں اندر جا کے سب کو بتاؤں گی اب۔ہانی چلو یہاں سے جائے ہم اندر ہال میں۔عاشی نے ارسل کو بول کے ہانی کا ہاتھ پکڑ کے اسے یہاں سے جانے کو بولا تھا جب اسے اپنے پیچھے سجل کی آواز سنائی دی تھی کہ "نہیں عاشی پلیز آپ گھر میں کسی کو کچھ مت بتایئے گا ورنہ حویلی کے دروازے مجھ پر بھی ہمیشہ کے لیئے بند ہو جائے گے۔"

دیکھ لو ارسل کتنی وفادار بیوی ہے تمہاری لیکن افسوس!تم نے اس کی بھی کوئی قدر نہیں کی۔لیکن سجل کہہ دو اِس سے کے کوئی بھی بہانا کر کے یہاں سے چلا جائے۔میں نہیں چاہتی یہ میرے نکاح میں شامل رہے۔میں اپنی نئی زندگی پہ اپنے ماضی کے پرچھائی بھی نہیں پڑھنے دوں گی۔ہانی ارسل کو یہاں سے جانے کا بول کے خود عاشی کے ساتھ روم میں واپس آ گئی تھی

****

مجھے یقین نہیں آرہا ارسل!کہ آپ ہانی کو کڈنیپ کروا رہے تھے۔آپ اس سے نکاح کرنا چاہتے تھے یعنی کہ سوتن لانا چاہتے تھے آپ مجھ پہ۔میری سادگی اور بھولپن کا یہ فائدہ اٹھایا آپ نے۔کل کو آپ کسی کو بھی مجھ پہ سوتن بنا کہ لا سکتے

ہیں۔ اپنے بچوں کا بھی نہیں سوچا۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ ایک بیٹی کے باپ ہو کے بھی آپ کسی کی بیٹی کو اغوا کروا کے اس کے کردار پہ داغ لگانا چاہتے تھے۔ کل کو یہ سب اگر آپ کی بیٹی کے ساتھ ہو جائے تو۔

خاموش!! بلکل خاموش! بکواس بند کرو اپنی وہ تیری بھی بیٹی ہے۔ اپنی ایک سال کی بچی کے لیئے ایسے الفاظ بولتے شرم نہیں آئی تجھے۔ سجل کی آخری بات پہ ارسل چیخ کے بولا تھا۔ کیوں شرم آئے میں نے تو صرف بات کی ہے اور آپ یہ سب کرنے جا رہے تھے شرم تو آپ کو بھی نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے۔ مجھے خلع چاہئے آپ سے۔ بہت برداشت کر لیا بس اب اور نہیں۔ سجل کی بات سن کے ارسل گنگ رہ گیا تھا۔ جبکہ سجل مزید وہاں رکی نہیں تھی واپس اندر آ گئی تھی۔ جبکہ ارسل حویلی کی پچھلی سائڈ سے ہی باہر چلا گیا تھا۔

***

ہانی کمرے میں آ کے عاشی کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔ وہ ڈر گئی تھی بہت زیادہ کہ اگر وہ اغوا ہو جاتی تو!!!

عاشو تھینک یو سو مچ عاشو! اگر تم میرے ساتھ نہ آتی تو پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہو جاتا۔ میری عزت پہ داغ لگ جاتا عاشو۔ تم دنیا کی سب سے اچھی دوست ہو۔ میرے ہر مشکل وقت میں میرے ساتھ موجود رہی ہو۔ میں آج جس مقام پہ ہوں تیری وجہ سے ہوں۔ ہانی نے روتے ہوئے عاشی سے کہا تھا۔ ہانی میری جان بس کرو۔۔۔ چُپ ہو جاؤ کچھ نہیں ہوتا یار۔ میں ہوں نہ ہانی! ہمیشہ تیرے ساتھ رہوں گی ہر دکھ سکھ میں سائے کی طرح رہوں گی تیرے ساتھ۔ بس اب رونا نہیں ہے چُپ ہو جاؤ جان! برا وقت گزر گیا۔ کل تمہارا نکاح ہے اب میری دوست کی زندگی میں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہو گی ان شاء اللہ۔ عاشی نے ہانی کو تسلی دی اور اسے بیڈ پہ اپنے پاس بیٹھایا۔ جبکہ ہانی نے اپنے رب کا شر ادا کیا کہ وہ کسی مصیبت میں پڑنے سے بچ گئی تھی۔ اس کی بچپن کی سہیلی اُس کے لیئے ایک عظیم نعمت تھی۔ جو ہمیشہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہی تھی۔ وہی تو تھی جو اس کے ہر دکھ سکھ کی ساتھی تھی۔ اور اب بھی اس کے ساتھ موجود تھی۔

اگلے دن شام کو ہانی کا نکاح تھا۔ دن کو ہانی کے نانا ابو کی دعا تھی ان کی برسی تھی آج۔ مظفر آباد سے سب فیملیز پہلے ہی آگئی تھی۔ وہ سب لوگ چھوٹی حویلی میں رُکے تھی چار چار منزلہ یہ حویلیاں سب کے لیئے کافی تھی۔ چھوٹی حویلی کا رقبہ بھی بڑی حویلی جتنا تھا لیکن وہ عاشی کے دادا ابو کے چھوٹے بھائی کی تھی اسی لیئے چھوٹی حویلی کے نام سے مشہور تھی۔ اور زمین کی

تقسیم کے لحاظ سے چھوٹی حویلی ہانی کے دادا کے حصے میں آتی تھی لیکن ان لوگوں کی مظفر آباد میں بھی اپنی زمینیں تھی اور یہاں سے ان لوگوں نے اپنا آدھا حصہ چھوڑ دیا تھا۔

****

زمرے حمنیٰ اور زیمل بھی ایک بجے حویلی پہنچ گئی تھی۔ ہانی نے بیوٹیشن کو گھر ہی بلا لیا تھا۔ ہانی نے سفید لانگ فراک پہنا تھا اور ریڈ سٹالر سے حجاب کر کے اوپر ریڈ ہی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ عاشی نے اسے دیکھتے ہی کہا تھا۔ "میری معصوم پری" اور وہ اس کی بات سن کے مسکرا دی تھی۔ رشوان نے بھی وائیٹ سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بھی بہت پیارا لگ رہا تھا۔ چھ فُٹ سے نکلتا قد, سرخ و سفید رنگت, ماتھے پہ بالوں کو جیل سے سیٹ کی وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ خوشی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔ کچھ دیر بعد مولوی صاحب نے دونوں کا نکاح پڑھوا دیا تھا۔ وہ دونوں ایک مقدس رشتے میں بند گئے تھے۔ رشوان کی محبت پاکیزہ تھی۔ اس نے ہانی سے کبھی بھی کال میسج پہ باتیں نہیں کی تھی۔ دل کی بات اپنے رب کے آگے رکھی تھی اور آج اس کی محبت اس کی محرم بن گئی تھی۔ کیا فائدہ ہوتا ہے کسی غیر محرم سے ٹائم پاسنگ کر کے۔ جو نصیب میں لکھا ہوتا ہے وہ صیح وقت آنے پہ مل جاتا ہے۔ لڑکیوں کو غیر محرموں سے ہمیشہ ایک فاصلے پہ ہی رہنا چاہیئے اور ماں باپ اُن کے حق میں جو فیصلہ کرے وہ مان لینا چاہیئے۔ کیونکہ کہ ماں

باپ اولاد کے حق میں کبھی بھی غلط فیصلہ نہیں کرتے۔ہانی کے نصیب میں جس کا ساتھ لکھا گیا تھا وہ آج اسے مل گیا تھا۔
اس نے ماضی میں ویسے ہی اپنا قیمتی وقت ارسل جیسے بندے کے لیئے ضائع کر دیا تھا۔

***

نکاح ے بعد ہانی اپنے کمرے میں آگئی تھی کہ جب تھوڑی دیر بعد رشوان اس کے کمرے میں آیا۔

مبارک ہو ہانی اور بہت بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیئے۔رشوان نے صوفے پہ ہانی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا اور اُس سے وعدہ بھی کیا کہ وہ کبھی اس کی زندگی میں کوئی دکھ نہیں آنے دے گا اسے ہمیشہ خوش رکھے گا۔ تھوڑی دیر بعد رشوان اس کے پاس بیٹھ کے واپس چلا گیا تھا اور اگلے دن ہانی سب کے ساتھ مظفر آباد واپس آگئی تھی۔ایک ماہ بعد اس کی رخصتی رکھی گئی تھی۔ سجل بھی ہانی کے ساتھ مظفر آباد آگئی تھی۔وہ پہلی بار کشمیر آئی تھی۔ نجمہ بیگم نے اسے بھیج دیا تھا۔
شادی کی تیاریوں میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا اور ہانی رخصت ہو کے ہمیشہ کے لیئے حویلی آگئی تھی۔ہانی کی شادی کے بعد سجل نے گھر جانے سے انکار کر دیا تھا اور اپنی امی کے گھر چلی گئی تھی۔

****

دو سال بعد

ارسل کو حویلی سے جانے کے بعد ہمیشہ سجل کی باتیں یاد آتی تھی۔ جو اس نے اپنی بیٹی کے بارے میں بولی تھی اور وہ سب سوچتے ہی ارسل کی روح کانپ جاتی تھی۔ سجل کے جانے کے بعد اسے اپنا گھر ویران لگتا تھا۔ وہ بچوں کو بھی ساتھ لے گئی تھی۔ ارسل ایک ہفتے بعد ہی جا کے سجل کو اُس کی امّی کے گھر سے واپس لے آیا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ جو چیز نصیب میں نہ لکھی گئی ہو وہ کبھی نہیں ملتی۔ اور آج دو سال بعد وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ایک خوشحال زندگی گزار رہا تھا۔ اس نے سجل سے معافی مانگ لی تھی اور اس نے بھی اسے دل سے معاف کر دیا تھا۔ ارسل سجل کی قدر نہ کر کے اسے کبھی نہیں کھونا چاہتا تھا۔ اس نے ہانی سے بھی معافی مانگی تھی اپنی ہر غلطی کی۔ اور اِن دو سالوں میں وہ کافی بدل گیا تھا

چپ ہو جاو میرا اچھا! بلکل چپ۔ افففف کتنا روتے ہو یار اپنے بابا پہ بلکل نہیں گئے ہو۔ رشوان پچھلے دس منٹ سے چار ماہ کے حمزہ کو چپ کروا رہا تھا اور وہ تھا کہ اس سے سنبھل ہی نہیں رہا تھا۔ پتہ نہیں اب یہ ہانی کہا چلی گئی باہر بھی دیکھ آیا ہو ادھر بھی نہیں۔ ہانی اپنے بیٹے کو سُلا کے کئی غائب ہوئی تھی اور ابھی تک روم میں واپس نہیں آئی تھی اور وہ جاگ کے اب رشوان کو تنگ کر رہا تھا۔

عاشی۔۔۔عاشی کہاں ہو یار۔شایان عاشی کو ڈھونڈتا ہوا بڑی حولی میں آیا تھا۔رشوان عاشی کو کہیں دیکھا ہے اس نے رشوان سے پوچھا۔مجھے کیا پتہ بھائی!میری تو اپنی بیوی نہیں مل رہی تیری کہاں سے ڈھونڈ کے دوں۔اوپر سے امی اور بی جان بھی کسی کی عیادت کے لیئے چلی گئی ہے۔نداچاچی کو لے کے اپنی شادی کی شاپنگ کرنے گئی ہے اور میں حمزہ کے رونے سے تنگ آیا ہوا ہوں۔رشوان نے شایان کو اپنا دُکھڑا سنایا تو وہ اس کی بات پہ قہقہ لگا کے ہنس پڑا۔میرے ساتھ آؤ رِشی وہ دونوں آج بھی چھوٹی حویلی کی پچھلی طرف بنے جھولے پہ بیٹھی ہو گی۔شایان اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا جہاں وہ دونوں بچپن کی سہیلیاں جھولے پہ بیٹھی کسی بات پہ قہقے لگا رہی تھی۔رشوان نے جا کہ حمزہ کو ہانی کو دیا۔

ہانی جلدی واپس آو گھر اور تیار رہنا شام کو ہم باہر ڈنر پہ جائے گے بلکہ اسلام آباد چلے جائے گے۔

لیکن رشی عاشو بھی میرے ساتھ ہی جائے گی۔رشوان کی بات پہ ہانی نے منہ بنا کے کہا تھا۔

شایان تم بھی ہمارے ساتھ جانا ورنہ تمہاری بیوی اور میری پاگل بہن کباب میں ہڈی ضرور بنے گی۔رشوان کی بات پہ شایان ہنس پڑا تھا جبکہ عاشی نے اُسے گھور کے دیکھا تھا۔

اچھا آپ جائے ہم دونوں آتی ہے تھوڑی دیر تک۔عاشی نے انہیں واپس بھیج دیا تھا۔

تھینکس عاشو تھینکس فار ایوری تِھنگ۔ مجھ سے دوستی نبھانے کے لیئے۔ ہر اچھے برے وقت میں میرا ساتھ دینے کے لیئے۔ہانی نے عاشی کے کندھے پہ سر رکھ کے کہاں تھا۔

تم تو میری جان ہو ہانی اور آو ابھی جائے واپس ورنہ ہمارے شوہر پھر آ جائے گے یہاں۔ ہاں صیح کہتی ہو آؤ جائے۔ عاشی کی بات پہ ہانی نے کہا اور بڑی حویلی کی طرف چلی گئی جہاں ان کی خوشیاں ان کی منتظر تھی۔

اگر دوست ہمیشہ ساتھ نبھانے والا ہو تو مشکل وقت بھی کبھی مشکل نہیں لگتا۔ مخلص دوست اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہوتے ہیں۔

ختم شدہ۔

*****

اسلام و علیکم قارئین! الحمد اللہ! میرا پہلا ناول مکمل ہو گیا ہے۔ آپ ناول پڑھ کے مجھے اپنی رائے سے آگاہ ضرور کیجیئے گا۔ میں آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی۔ امید ہے کہ آپ سب قارئین کو یہ ناول پسند آئے گا مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔

اللہ حافظ